جنت وجہنم کے نظارے

تالیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعید بن علی بن وہف القحطانی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

بتعاون

روشنی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

ناشر

مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ الخیریۃ سونس

جنّت وجہنّم

کے نظارے

تالیف

فضیلۃ الشّیخ ڈاکٹر سعید بن علی بن وہف القحطانی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

بتعاون

روشنی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

ناشر

مرکز الدّعوۃ الاسلامیۃ الخیریّۃ سونس

سلسلۂ اشاعت نمبر-۴۰

نام کتاب	:	جنت وجہنم کے نظارے
تالیف	:	ڈاکٹر سعید بن علی بن وہف القحطانی رحمہ اللہ
ترجمہ	:	ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی
طباعت	:	A1 گرافکس اسٹوڈیو | +91-9819189965
صفحات	:	182
ایڈیشن	:	اول
اشاعت	:	شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق فروری ۲۰۲۳ء
تعداد	:	پانچ ہزار
قیمت	:	
ناشر	:	مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، سونس، کھیڈ، رتنا گیری

ملنے کے پتے:

- **مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ:**

بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709

- **بشیر اسماعیل دبیر:**

مقام پوسٹ وتعلقہ روہا، ضلع رائے گڈھ

- **دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی:**

14-15، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-70

فہرست مضامین

عرض ناشر

دنیا میں جنات وانسان کی تخلیق کا مقصد اللہ کی بندگی اور عبادت کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات:۵۶]
''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

الحمدللہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تخلیق کے مقصد کی سمجھ عطا کی اور ایمان کی دولت سے نوازا۔ مقصد تخلیق سمجھنے کے بعد ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اللہ کی بندگی کر کے اپنے رب کو راضی رکھنے کی کوشش کریں۔ رب کو کیسے راضی کریں اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل پر کتابیں اتاریں۔ بندگی کسے کہتے ہیں؟ کون سے کام بندگی کے منافی ہیں؟ کون کون سے اعمال سے اللہ خوش ہوتا ہے اور کن اعمال سے اللہ ناراض وغضبناک ہوتا ہے۔ ساری تفصیل سے ہمیں آگاہ کیا گیا ہے۔

رب کو راضی کرنے کا نتیجہ جنت اور رب کو ناراض کرنے کا نتیجہ جہنم ہے۔ (اللہ ہم سب کو جنت والے اعمال کرنے کی توفیق دے اور جہنم میں لے جانے والے اعمال سے محفوظ رکھے)۔ عقلمند انسان کی فطرت میں یہ چیز داخل ہے کہ جب اس کو علم ہو جائے کہ فلاں فلاں کام سے اسے یہ انعام واکرام ملے گا تو وہ اس کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں کام کرنے سے یہ سزا ملے گی تو وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن وحدیث میں جابجا جنت کی نعمتوں کا ذکر ہے اور جہنم کی ہولناکی کا منظر پیش کیا گیا ہے۔

ہم بھی اللہ کی رضا کے لئے جنت کی نعمتوں سے واقف ہو کر اس کے حصول کے لئے کوشش کریں۔ اور جہنم کی ہولناکی کا منظر دیکھ کر اس سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں اس لئے یہ کتاب ''جنت وجہنم کے نظارے'' جو مملکت سعودی عربیہ کے معروف عالم دین فضیلۃ الشیخ الدکتور سعید بن علی بن وھف القحطانی رحمہ اللہ کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ موصوف کی مشہور زمانہ مستند دعاؤں کی

کتاب ''حصن المسلم'' کئی ہزار کی تعداد میں خطۂ کوکن میں ''گلوبل مسلم کوکن کمیٹی'' (GMKC) نے تقسیم کیا ہے۔''جنت وجہنم کے نظارے'' کے نام سے یہ کتاب بھی قحطانی صاحب کی ایک اہم کتاب کا ترجمہ جماعت کے فاضل نوجوان عالم دین کئی کتابوں کے مترجم ومولف فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی (داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) نے کیا ہے۔اہل علم کے یہاں فاضل مترجم کے ترجمہ کوقدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

''مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ'' خطہ کوکن میں اپنی دینی،دعوتی،اصلاحی اور رفاہی خدمات میں معروف ہے۔نیز روشنی گروپ کوکن کی رفاہی سرگرمیوں میں بھی ان کے کندھے سے کندھا ملا کر سارے کام انجام دیتا ہے۔پچھلے کئی سالوں سے رمضان سے قبل خطہ کوکن میں ''روشنی گروپ'' کی طرف سے ضرورتمندوں کے لئے راشن تقسیم ہورہا ہے،الحمدللہ گذشتہ سال روشنی کے ذمہ داران نے ایک اہم قدم اٹھاتے ہوئے لوگوں کو جسمانی غذا کے ساتھ روحانی غذا پہنچانے کے لئے کسی نہ کسی اہم موضوع پر مستند کتاب تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے،فجزاھم اللہ خیراً۔گذشتہ سال ''مختصر احادیث رمضان آداب واحکام'' نامی کتاب تقسیم ہوئی تھی۔اس سال یہ کتاب جوآپ کے ہاتھوں میں ہے تقسیم کی جارہی ہے۔ہم شکرگذار ہیں شیخ عبدالسلام سلفی (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) کے جنہوں نے اس اہم کتاب پر اپنے گرانقدر تاثرات لکھ کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔اللہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مولف،مترجم،ناشر اور جملہ معاونین کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔نیز امت مسلمہ کے لئے مفید ونفع بخش ثابت ہو۔

۲۲رفروری ۲۰۲۳ء مطابق ۱رشعبان ۱۴۴۴ھ
ممبئی

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
خادم العلم والعلماء
ابومحمد مقصود علاء الدین سین
مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ

پیش لفظ

از: فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد!

یہ گراں قدر رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کا موضوع ''عظیم کامیابی اور اصل خسارہ'' ہے جسے ''جنت وجہنم کے نظارے'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے۔

لوگوں کے یہاں دنیا میں کامیابی اور ناکامی کے الگ الگ پیمانے ہیں، ہر شخص اپنے اپنے ڈھنگ سے کامیابی پانے اور ناکامی سے بچنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ لیکن شریعت اسلامیہ کی نظر میں سب سے بڑا عقلمند اور کامیاب انسان وہ ہے جس نے مرنے کے بعد والی آخرت کی زندگی کے لئے جو ہمیشگی کی زندگی ہوگی اس کے لئے تیاری کی ہے اپنے کو رحمت الٰہی سے جنت کا مستحق بنالیا ہے اور غضب الٰہی یعنی جہنم سے بچالیا ہے۔

﴿فَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ [آل عمران:۱۸۵]

''جسے جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کردیا جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا''۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ إِنَّ ٱلْخَٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْخُسْرَانُ ٱلْمُبِينُ﴾ [الزمر:۱۵]

''کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یادرکھو کھلم کھلا خسارہ یہی ہے''۔

جنت کا ملنا اصل کامیابی پانا ہے اور جہنم میں ڈالا جانا ہی اصل اور کھلا خسارہ ہے۔

اس رسالہ میں کتاب وسنت کے نصوص سے ترغیب وترہیب کا موثر طریقہ اپنایا گیا ہے اوریہی اصل منہج دعوت واصلاح ہے۔

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے مولف رسالہ عالم اسلام کی معروف علمی و ربانی شخصیت ڈاکٹر سعید بن علی بن وھف القحطانی رحمہ اللہ کی۔ آپ نے فضل الٰہی سے اپنے مخلصانہ اعمال تصنیف و دعوت کے ذریعے امت مرحومہ پر بڑا گہرا، مفید اور تسلسل کے ساتھ جاری رہنے والا سلسلۂ اثر چھوڑا ہے۔ یہ رسالہ بھی اسی سلسلے کی ایک مبارک کڑی ہے۔ ولاأزكي على الله أحداً۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر واشاعت کے ذمے دار، جماعت کی معتبر علمی شخصیت شیخ عنایت اللہ مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ جنہیں مولف رسالہ کی شاگردگی کا شرف حاصل ہے آپ نے بہ توفیق رب ان کی کئی تالیفات کو اپنی ترجمہ کی مہارت سے اردو میں منتقل کیا ہے، اس طرح شیخ مرحوم کے تعارف کے ساتھ ان کی علمی جہود سے اردو دنیا کو متعارف کرانے کے ساتھ استفادہ کے لئے موقع دیا ہے۔فجزاهم الله خيراً۔

یہ مترجم رسالہ بھی آپ نے مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ سونس، کھیڈ کو شائع کرنے کے لئے فراہم کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی علمی ودعوتی کوششوں میں مزید برکت دے۔

اخیر میں دعا ہے کہ رب العالمین مولف ومترجم اور مرکز کے تمام ذمے داروں اور معاونین کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے اور اسلامیان ہند کو اس رسالہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق دے۔وصلى الله على نبينا محمد وبارك وسلم.

۲۸ر فروری ۲۰۲۳ء

مطابق ۷ر شعبان ۱۴۴۴ھ

آپ کا دینی بھائی

عبدالسلام سلفی

ممبئی

عرض مترجم

یہ دنیا دار العمل ہے۔ جزاء وسزا، انجام کار اور فیصلہ کا مقام آخرت ہے۔ دنیوی زندگی درحقیقت مستعار زندگی ہے۔ اللہ نے اپنی عبادت کی خاطر دنیا اور دنیا میں جن وانس اور دیگر مخلوقات کی تخلیق فرمائی اور تبشیر وانذار کے زریں فریضہ کے لئے انبیاء ورسل بھیجے، انھوں نے اپنا فریضہ کما حقہ ادا کیا اور بندگان الٰہی پر حجت قائم کردی، اب خوش نصیب اور اللہ کا محبوب بندہ وہ ہے جو ایمان وعمل صالح کے ذریعہ اللہ کی رحمت سے اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنالے اور حرماں نصیب وہ ہے جو بدعقیدگی وبدعملی کے سبب اپنے آپ کو نار جہنم کے حوالہ کردے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کامیابی وناکامی کا حقیقی معیار یہی ہے، ارشاد باری ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَـٰعُ ٱلْغُرُورِ ﴿١٨٥﴾﴾ [آل عمران:۱۸۵]

''ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے، تو جسے جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کردیا جائے بیشک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے''۔

رب کریم نے اپنے بندوں کو جابجا جنت کی لالچ دی ہے اور جہنم سے آگاہ فرمایا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کی لالچ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف نیکی اور اطاعت کے کاموں کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے تاکہ اللہ کو راضی وخوش کریں اور پھر جہنم سے نجات پاکر جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔ ایک اعرابی کو فرائض کی پابندی کا عزم کرتے ہوئے دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **''مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا''** (بخاری: ۱۳۹۷) جسے ایک جنتی کو دیکھنا ہو وہ اسے دیکھ لے!!۔

بنابریں ایک مومن کو اللہ کی رحمت ''جنت'' اور اللہ کے عذاب ''جہنم'' سے متعلقہ ضروری معلومات

سے واقف ہونا چاہئے تاکہ اللہ کی توفیق سے خوف ورجاء کے درمیان اپنی عملی زندگی کی منزلیں بحسن وخوبی طے کرتے ہوئے آخرت میں فوز وکامیابی سے ہمکنار ہوسکے۔

زیر نظر کتاب میں مصنف موصوف شیخ سعید بن علی القحطانی رحمہ اللہ نے کتاب وسنت کے حوالوں سے نہایت سلیس اور موثر انداز میں جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں کا ایک موازنہ پیش کیا ہے۔ کتاب کی ترغیبی وترہیبی اہمیت کے پیش نظر راقم نے تقریباً دو دہائی پیشتر جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران اس کا ترجمہ کیا تھا جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہورہی ہے، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب ان شاء اللہ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ثابت ہوگی۔

اس کتاب کی اشاعت پر میں سب سے پہلے اپنے اللہ ذوالکرم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، اسی طرح اساتذۂ کرام اور جملہ معاونین کا شکر ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

ساتھ ہی برادرم مقصود علاء الدین سین حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی پیشکش کی اور خطۂ کوکن کے نہایت فعال اہل حدیث دعوتی، تعلیمی اور اشاعتی ادارہ اپنے ''مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، کھیڈ'' سے بڑی تعداد میں شائع کر کے عام کرنے کا فیصلہ کیا۔ موصوف ہمہ وقت مسلک سلف کی سچی تعلیمات کی نشر واشاعت کے لئے فکرمند اور کوشاں رہتے ہیں، فجزاہ اللہ خیراً وتقبل منہ۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ عوام الناس کو فائدہ پہنچائے نیز اس کے مؤلف، مترجم، مقرظ، ناشر اور جملہ معاونین کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے اور اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)   وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

ممبئی:　　　　**ابوعبداللہ/ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی**

۲۸ / فروری ۲۰۲۳ء　　　　(داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُقَدِّمَہ

إن الحمد لله، نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد:

''عظیم کامیابی اور کھلے خسارہ''[1] کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جو جنت کی نعمتوں' جن سے سرفراز مند عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور جہنم کے عذاب' جس سے دوچار ہونے والا کھلے خسارہ اور گھاٹے میں ہوتا ہے' کے درمیان ایک موازنہ ہے، جس میں میں نے سلامتی کی منزل (جنت)' اس کی نعمتوں' اس تک پہنچانے والی راہ کی رغبت دلانے (اللہ ہمیں اس کا مستحق بنائے) اور تباہی کے گھر (دوزخ)' اس کے عذاب اور اس تک پہنچانے والی راہوں (ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کی غرض سے

[1] عربی میں کتاب کا نام یہی تھا لیکن اردو میں اس کا نام بدل کر ''جنت وجہنم کے نظارے'' رکھ دیا گیا ہے، کیونکہ عربی نام کا لفظی ترجمہ دیکھ کر قاری کے ذہن میں کتاب کے مضمون کا صحیح تصور نہیں آسکتا کیونکہ 'عظیم کامیابی اور کھلا خسارہ' قرآن کریم میں گرچہ جنت کی نعمت اور جہنم کے عذاب کے لئے استعمال ہوا ہے اور یہی عربی کتاب کی وجہ تسمیہ بھی ہے، لیکن اردو میں اسے کسی اور عمل خیر یا نیکی کی ترغیب کیلئے بھی سمجھا جا سکتا ہے، نام کا اختلاف تشویش کا باعث نہ بنے اس لئے وضاحت ضروری قرار پائی۔ (مترجم)۔

مختصراً پچیس مباحث ذکر کئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقی کامیابی جنت سے سرفرازی اور جہنم سے نجات ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَٰعُ ٱلْغُرُورِ﴾ [آل عمران:۱۸۵]

''جسے جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے''۔

یہ سب سے عظیم مقصد ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا: تم نماز میں کس چیز کی دعاء کرتے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا: میں تشہد **(التحیات لله...)** پڑھتا ہوں، اور پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم میں آپ کی طرح نہیں گنگنا پاتا ہوں اور نہ ہی معاذ کی طرح (یعنی میں نہیں جانتا کہ آپ اور معاذ اپنی نمازوں میں کیا دعاء کرتے ہیں، **''دندنة''** کہتے ہیں کہ آدمی کوئی بات کہے جس کی گنگناہٹ تو سنائی دے لیکن سمجھ میں نہ آئے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **''حولها ندندن''**، یعنی ہم بھی اسی کے قریب قریب گنگناتے ہیں [1]۔

مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ بھی جنت کا سوال کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے ہی کی دعا کرتے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جس بشری کمال، عظیم رغبت اور عقل کی پختگی تک رسائی

---

① سنن ابوداود، سنن ابن ماجہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ وبعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابوداود (۲/ ۱۵۰) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۱۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

ہوئی تھی اس کی دلیل ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کا عمل ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سویا کرتا تھا، چنانچہ میں آپ کے لئے وضو کا پانی اور ضرورت کی دیگر اشیاء لے کر آیا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''مانگو''، میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ میں نے کہا: ''بس یہی''، تو آپ نے فرمایا:

''فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ''[1]۔

''تو اپنے آپ پر سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ اور اپنی امت کو جنت کی رغبت دلاتے تھے اور انہیں جہنم سے ڈراتے اور متنبہ کرتے تھے، اسی لئے آپ نے فرمایا:

''إِذَا وُضِعَتِ الجِنَازَةُ، فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا، أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهَا الإِنْسَانُ لَصَعِقَ''[2][3]۔

''جب جنازہ تیار کر کے رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، اب اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: مجھے آگے بڑھاؤ، مجھے آگے بڑھاؤ (جلدی لے چلو)،

---

① صحیح مسلم: ۱/ ۳۵۳، حدیث نمبر: (۴۸۹)۔

② ''صعق'' کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ آواز کی ہولناکی کے سبب غشی کھا کر گر جائے، اور بسا اوقات ''صعق'' کا لفظ موت کے لئے بھی بولا جاتا ہے، دیکھئے: فتح الباری، ۳/ ۱۸۵۔

③ صحیح بخاری، حدیث نمبر: (۱۳۱۶، ۱۳۸۰) بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

اور اگر نیک نہیں ہوتا ہے تو کہتا ہے: ہائے بربادی! اسے کہاں لے جا رہے ہو، اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے، اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے (یا مر جائے)''۔

میں اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ وہ اس عمل کو قبولیت سے نوازے اور میرے لئے نیز جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اس کے لئے نفع بخش بنائے' بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

مؤلف

بوقت چاشت، بروز چہار شنبہ، ۷/۷/۱۴۱۶ھ۔

پہلا مبحث:

عظیم کامیابی اور کھلے خسارہ کا مفہوم

ا۔ "الفوز العظیم" (عظیم کامیابی) کا مفہوم:

الفوز: ہر طرح کی پریشانی یا ہلاکت سے نجات اور سلامتی کے حصول کے ساتھ خیر وبھلائی سے سرفراز ہونے کو کہتے ہیں[1]۔

العظیم: کہا جاتا ہے: "**عظم الشيء**" اس کی اصل "**کبر عظمه**" ہے، یعنی اس کی ہڈی بڑی ہوگئی، پھر ہر بڑی چیز کے لئے اس لفظ کا استعمال کیا جانے لگا، چنانچہ یہ لفظ استعمال میں اس (**کبر عظمه**) کے قائم مقام ہوگیا خواہ وہ چیز حسی ہو یا عقلی، ظاہری ہو یا معنوی، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هُوَ نَبَؤٌا۟ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ﴾ [ص:٦٧-٦٨]

"آپ کہہ دیجئے کہ یہ بڑی عظیم خبر ہے جس سے تم منہ موڑ رہے ہو"۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ﴿١﴾ عَنِ ٱلنَّبَإِ ٱلْعَظِيمِ﴾ [الانبیا:١-٢]

"یہ لوگ کس چیز کے بارے میں باہم پوچھ تاچھ کررہے ہیں، بہت بڑی خبر کے بارے میں"۔

اور "عظیم" کا لفظ اگر ظاہری چیزوں میں استعمال کیا جائے تو اس کی اصل یہ ہے کہ اسے

---

① دیکھئے: القاموس المحیط ص ٦٦٩ ومختار الصحاح ص ٢١٥ ومفردات غریب القرآن للاصفہانی ص ٦٤٧۔

متصل اجزاء والی چیزوں میں استعمال کیا جائے[1] اور ''کثیر'' کا لفظ منفصل اجزاء والی چیزوں میں استعمال کیا جائے، لیکن کبھی کبھی منفصل اجزاء والی چیزوں میں بھی لفظ ''عظیم'' کا استعمال کیا جاتا ہے' جیسے ''**جیش عظیم**'' بڑا لشکر، ''**مال عظیم**'' بڑا (زیادہ) مال، ایسی صورت میں یہ ''کثیر'' (زیادہ) ہی کے معنیٰ میں ہوتا ہے[2]۔

عظیم کامیابی کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا وَمَسَٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ [التوبہ:۷۲]

''ان مومن مردوں اور مومنہ عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جوان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں' اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی عظیم کامیابی ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ [التوبہ:۱۰۰]

---

① یعنی متصل اجزاء والی چیزوں میں عظیم کہا جاتا ہے یعنی 'بڑا' دیکھئے: المعجم الوسیط ۱/ ۶۰۹۔

② مفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص ۵۷۳۔

’’اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کررکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی عظیم کامیابی ہے‘‘۔

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ جو جنت میں داخل کردیا گیا وہ فوز عظیم سے سرفراز ہوگیا، ’’فوز عظیم‘‘ کی عظمت شان کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن کریم میں سولہ (۱۶) مقامات پر ذکر فرمایا ہے [1]، اور اس فوز عظیم کو درج ذیل آیت کریمہ میں فوز کبیر کے وصف سے متصف کیا ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُمْ جَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْكَبِيرُ﴾ [البروج:۱۱]

’’بیشک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان کے لئے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ بہت بڑی کامیابی ہے‘‘۔

اور درج ذیل آیات کریمہ میں اسے فوز مبین (کھلی کامیابی) کے وصف سے متصف فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنِّىٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّى عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝١٥ مَّن يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُۥ ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْمُبِينُ﴾ [الانعام:۱۵-۱۶]

’’آپ فرمادیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو مجھے ایک بڑے دن کے

---

① دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم ص ۵۲۷۔

عذاب کا خوف ہے۔ جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِۦۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْمُبِينُ﴾ [الجاثیہ:۳۰]

''لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت تلے لے لے گا، یہی صریح کامیابی ہے''۔

چنانچہ بڑی، عظیم اور صریح کامیابی جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ ہے، جیسا کہ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَۗ وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَٰعُ ٱلْغُرُورِ﴾ [آل عمران:۱۸۵]

''ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے، تو جسے جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے''۔

نیز اللہ عز وجل نے بعض جنتیوں کی گفتگو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝٥٨ إِلَّا مَوْتَتَنَا ٱلْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝٥٩ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۝٦٠ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ ٱلْعَٰمِلُونَ﴾ [الصافات:۵۸-۶۱]

''کیا (یہ صحیح ہے) کہ ہم مرنے والے ہی نہیں؟۔ بجز پہلی ایک موت کے' اور نہ ہم عذاب دیئے جانے والے ہیں۔ بیشک یہ تو بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ ایسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے''۔

نیز اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِى مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِى جَنَّـٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَـٰبِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَـٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَـٰكِهَةٍ ءَامِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا ٱلْمَوْتَ إِلَّا ٱلْمَوْتَةَ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَوَقَىٰهُمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ [الدخان:۵۱-۵۷]

''بیشک اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے امن وسکون کی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یہ اسی طرح ہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے۔ انتہائی بے فکری کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہوں گے۔ وہاں وہ موت چکھنے کے نہیں' ہاں پہلی موت (جو وہ مر چکے)' اور اللہ نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا۔ یہ صرف تیرے رب کا فضل ہے' یہی سب سے عظیم کامیابی ہے''۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سچے لوگوں کے بارے میں جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں' فرمایا:

﴿قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

[المائدہ:۱۱۹]

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ عظیم کامیابی ہے''۔

ان کے علاوہ بے شمار آیات ہیں[1]۔

نیز اللہ عز وجل نے اس عظیم کامیابی کی راہ اور اس تک پہنچانے والے عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

[الاحزاب:۷۰-۷۱]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور راست گوئی سے کام لو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے اور تمہارے گناہ بخش دے، اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ بڑی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگیا''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ

---

① دیکھئے: سورۃ التوبہ: ۱۰۰، ۱۱۹، و ۱۱۱، وسورۃ الحدید: ۱۲، سورۃ الصف: ۱۲، سورۃ التغابن: ۹۔

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾[النساء:۱۳]

''یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَخْشَ ٱللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ﴾[النور: ۵۲]

''اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''۔

۲۔''الخسران المبین'' (کھلے خسارہ) کا مفہوم:

خسِر: خسْراً، وخسَراً، وخُسْراً، وخُسُراً، وخُسْراناً، وخسارةً، وخساراً: کے معنیٰ گمراہ ہونے کے ہیں، اور اس سے دوچار ہونے والے شخص کو ''**خاسر**'' اور ''**خسیر**'' کہا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے: ''**خسر التاجر**'' یعنی تاجر اپنی تجارت میں دیوالیہ کا شکار ہوا اور اس کا مال کم ہوگیا، نیز کہا جاتا ہے: ''**خسر فلانٌ**'' یعنی فلاں شخص ہلاک اور گمراہ ہوگیا، اور اس کا استعمال خارجی ضرورتوں (چیزوں) میں ہوتا ہے، جیسے مال اور عزت و جاہ، اور زیادہ یہی استعمال ہے، نیز ذاتی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، جیسے صحت سلامتی، عقل، ایمان اور ثواب وغیرہ، اور یہی وہ چیز ہے جسے اللہ عزوجل نے صریح خسارہ قرار

دیا ہے [1] ، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّ ٱلْخَـٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْخُسْرَانُ ٱلْمُبِينُ﴾ [الزمر:15]

’’کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یاد رکھو کھلم کھلا خسارہ یہی ہے‘‘۔

نیز اللہ عزوجل نے ظالموں کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن وَلِىٍّ مِّنۢ بَعْدِهِۦ ۗ وَتَرَى ٱلظَّـٰلِمِينَ لَمَّا رَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ﴿٤٤﴾ وَتَرَىٰهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَـٰشِعِينَ مِنَ ٱلذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِىٍّ ۗ وَقَالَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ ٱلْخَـٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ أَلَآ إِنَّ ٱلظَّـٰلِمِينَ فِى عَذَابٍ مُّقِيمٍ﴾ [الشوریٰ: ۴۴-۴۵]

’’اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کا اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں‘ اور آپ دیکھیں گے کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے۔ اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ (جہنم کے) سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے‘ مارے ذلت کے جھکے جا رہے ہوں گے اور کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے‘ ایمان والے صاف کہہ رہے ہوں گے کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ

---

[1] دیکھئے: القاموس المحیط، ص ۴۹۱ والمعجم الوسیط، ۱/ ۲۳۳ ومفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص ۲۸۲ ومختار الصحاح، ص ۷۴۔

کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیا، یا د رکھو کہ یقینا ظالم لوگ دائمی عذاب میں ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس صریح خسارہ تک پہنچانے والے عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَعۡصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَٰلِدٗا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٞ مُّهِينٞ﴾ [النساء:١٤]

''اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے''۔

نیز فرمایا:

﴿أَلَمۡ يَعۡلَمُوٓاْ أَنَّهُۥ مَن يُحَادِدِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَأَنَّ لَهُۥ نَارَ جَهَنَّمَ خَٰلِدٗا فِيهَاۚ ذَٰلِكَ ٱلۡخِزۡيُ ٱلۡعَظِيمُ﴾ [التوبہ:٦٣]

''کیا یہ نہیں جانتے کہ جو بھی اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے گا اس کے لئے یقینا دوزخ کی آگ ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' یہ بہت بڑی رسوائی ہے''۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّخِذِ ٱلشَّيۡطَٰنَ وَلِيّٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانٗا مُّبِينٗا﴾ [النساء:١١٩]

''اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی (دوست) بنائے گا وہ صریح نقصان میں

ڈوبے گا''۔

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَكْفُرْ بِٱلْإِيمَٰنِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُۥ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ﴾ [المائدہ:۵]

''اور جو ایمان کا انکار کرے اس کا عمل ضائع اور اکارت ہے' اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب عزیز میں [1] بہت ساری جگہوں پر اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ دنیا وآخرت میں ہر قسم کے خسارہ کا سبب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہی ہے۔

فوز عظیم کے مقام بلند' متقیوں ۔اللہ ہمیں بھی ان میں سے بنائے ۔کے گھر' سلامتی کی منزل' نعمتوں بھرے باغات میں داخلہ کے ذریعہ جسے اللہ اس مقام کی توفیق عطا کردے، نیز اس عظیم کامیابی سے محروم شخص کا خسارہ اور ہلاکت کے گھر جہنم ۔اور وہ کیا ہی بری جائے قرار ہے اور متکبروں کا کیا ہی برا ٹھکانہ ہے' ہم اس سے اور اس سے قریب کرنے والے ہر عمل سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ۔میں داخلہ کا خسارہ (وغیرہ) کی اسی عظیم اہمیت کے پیش نظر ۔ان شاء اللہ ۔آئندہ مباحث عظیم کامیابی سے سرفراز مندوں کی نعمتوں اور کھلے خسارہ سے دوچار لوگوں کے عذاب کے سلسلہ میں ہوں گے۔

❁ ❁ ❁

---

[1] دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، ص ۲۳۱ تا ۲۳۲۔

دوسرا مبحث:

جنت کی بشارت اور جہنم کی وارننگ

۱۔ جنت کی ترغیب:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغۡفِرَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلۡأَرۡضُ أُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِينَ ١٣٣ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلۡكَٰظِمِينَ ٱلۡغَيۡظَ وَٱلۡعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ١٣٤ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُواْ فَٰحِشَةً أَوۡ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ ذَكَرُواْ ٱللَّهَ فَٱسۡتَغۡفَرُواْ لِذُنُوبِهِمۡ وَمَن يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمۡ يُصِرُّواْ عَلَىٰ مَا فَعَلُواْ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ ١٣٥ أُوْلَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغۡفِرَةٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَجَنَّٰتٞ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ وَنِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۳-۱۳۶]

’’اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔ جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا وہ کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر

اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں‘ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ انہیں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں‘ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے‘ ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے‘‘۔

نیز اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مرغوب چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ﴾ [آل عمران:۱۵-۱۷]

’’آپ کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں اس سے بہت بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لئے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے‘ اور اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے اس لئے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ جو صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور

پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: " أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ، مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ، مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ [السجدہ:۱۷] [1]۔

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنھیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور کسی فرد بشر کے دل میں اس کا وہم وگمان بھی نہ گزرا، چھوڑو ان چیزوں کو جن کی اللہ نے تمہیں اطلاع کر دی ہے (جن کی اطلاع نہیں دی ہے وہ ان سے کہیں بڑھ کر ہے)، چنانچہ اگر چاہو تو اللہ کا یہ فرمان پڑھ لو: (ترجمہ) کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے''۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا'' [2]۔

''جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے''۔

---

① صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۴۴، وصحیح مسلم، حدیث: ۲۸۲۴۔

② صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۵۰، وصحیح بخاری مع فتح الباری ۶/ ۱۳ تا ۱۵، حدیث: ۲۷۹۳، ۲۷۹۶، وصحیح مسلم، حدیث: ۱۸۸۰۔

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

”غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ، أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِنَ الجَنَّةِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا - يَعْنِي الخِمَارَ - خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا“ [1]۔

”اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) ایک بار صبح یا شام میں نکلنا دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے، اور جنت میں تم میں سے کسی کے قوس (کمان) یا قدم رکھنے کے برابر جگہ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے، اور اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت دنیا والوں کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو زمین و آسمان کی پہنائیاں روشن ہو جائیں گی اور خوشبو سے معطر ہو جائیں گی، اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے“۔

۲۔جہنم کی وارننگ:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [التحریم:۶]

---

[1] صحیح بخاری، حدیث (۶۵۶۸) وحدیث (۲۷۹۶)۔

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنھیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں''۔

مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کے کام کرو' اس کی منع کردہ چیزوں سے باز آجاؤ' اپنے گھر والوں کو بھلائی کا حکم دو اور انہیں برائی سے منع کرو' انہیں علم وادب سکھاؤ' بھلائی کے کام میں ان کی مدد اور ان کا تعاون کرو اور انہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرو[1]۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ [البقرۃ:۲۴]

''اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں' جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ﴾ [اللیل:۱۴-۱۶]

''میں نے تو تمھیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے۔جس میں صرف وہی بدبخت داخل ہوگا۔جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ

---

[1] دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۳۹۲ وتفسیر البغوی، ۴/ ۳۶۷۔

﴿ ٱلۡأَقۡرَبِينَ ﴾[الشعراء:۱۴] ’’اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے‘‘ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو دعوت دی‘ سب اکٹھا ہوگئے، پھر آپ ﷺ نے عمومی اور خصوصی طور پر مخاطب کر کے فرمایا:

’’يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ... وذكر في الحديث أنه نادى قريشاً بطناً بطناً إلى أن قال: ... يَا فَاطِمَةُ، أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا‘‘[1] [2] .

’’اے بنی کعب ابن لوی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔۔۔‘ اور حدیث میں ذکر ہے کہ آپ نے یکے بعد دیگرے قریش کے ایک ایک قبیلہ کو مخاطب کیا یہاں تک کہ فرمایا: اے بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ کی جانب سے تمہارے لئے کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوں، سوائے اس کے کہ تم سے قرابت (نسبی رشتہ) ہے جسے میں جوڑے رکھوں گا‘‘۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن قریش کے چوبیس بڑے بڑے سرداروں کے بارے میں حکم

---

① ’’سابلها ببلالها‘‘ کے معنیٰ ہیں کہ میں رشتہ جوڑے رکھوں گا، رشتہ کاٹنے کو گرمی سے اور اسے جوڑنے کو گرمی کو سردی کے ذریعہ ختم کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے، اور اسی سے ’’بلوا ارحامكم‘‘ بھی ہے یعنی اپنے رشتے جوڑے رکھو۔ صحیح مسلم بشرح نووی، ۳/ ۸۰۔

② (۲) صحیح مسلم (انہی الفاظ کے ساتھ) ۱/ ۱۹۲، حدیث (۲۰۴)۔ صحیح بخاری (اسی کے ہم معنیٰ) حدیث (۲۷۵۳، ۳۵۲۷، ۴۷۷۱)۔

فرمایا جنہیں بدر کے منڈیر والے کنوؤں میں سے کسی کنویں میں بڑی بری طرح پھینک دیا گیا ، اور جب آپ کسی قوم پر غالب (فتح یاب) ہوتے تو میدان جنگ میں تین شب اقامت فرماتے ، چنانچہ جب بدر کا تیسرا دن ہوا تو آپ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوا کسا گیا اور آپ چل پڑے، آپ کے پیچھے آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی روانہ ہوگئے، صحابہ فرماتے ہیں کہ: ہمارا خیال تھا کہ آپ اپنی کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، یہاں تک کہ آپ بلا منڈیر والے کنوے کے کنارے آ کر کھڑے ہوئے اور انہیں (سرداران قریش کو) ان کے نام مع ولدیت (باپ کے نام کے ساتھ) پکارنے لگے:

”يَا فُلاَنُ بْنَ فُلاَنٍ، وَيَا فُلاَنُ بْنَ فُلاَنٍ، أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟“۔

”اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں، کیا تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے خوشی ہوتی؟ کیونکہ ہم سے ہمارے رب نے جس چیز کا وعدہ کیا تھا ہم نے اسے حق اور سچ پایا، تو کیا تم سے تمہارے رب نے جس چیز کا وعدہ فرمایا تھا تم نے بھی سچ پایا؟“۔

یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ بے روح جسموں (لاشوں) سے گفتگو فرما رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ“۔

”اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو“۔

قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ نے انہیں زندہ فرمایا، یہاں تک کہ زجر وتوبیخ، ذلت ورسوائی اور حسرت وندامت کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات انہیں سنائی [1]۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا [2]، قَالَ فَذَلِكُمْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ، أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا" [3]۔

"میری مثال اس شخص جیسی ہے جو آگ جلائے، اور جب اس کے اردگرد روشنی پھیل جائے تو یہ پتنگے اور پروانے اس آگ میں کودنے لگیں، اور وہ شخص ان کی کمر پکڑ کر روکے اور وہ اس پر غالب آکر اس آگ میں زبردستی کود یں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: چنانچہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہی ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تمہیں جہنم سے روک رہا ہوں کہ آگ سے بچو، آگ سے بچو، لیکن تم ہو کہ مجھ پر غالب آکر زبردستی اس میں کودے جا رہے ہو"۔

❁ ❁ ❁

---

① صحیح بخاری، حدیث (۳۹۷۶) وصحیح مسلم، حدیث (۲۸۷۵)۔

② "التقحم" کے معنیٰ دشوار معاملات میں بلاسوچ بوجھ ٹوٹ پڑنے کے ہیں، اور "الحجز" حجزۃ کی جمع ہے، کمر میں تہبند اور ازار وغیرہ باندھنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ صحیح مسلم بشرح نووی ۱۵/ ۵۵۔

③ صحیح مسلم، ۴/ ۱۷۸۹، حدیث (۲۲۸۴)۔

تیسرا مبحث:

جنت وجہنم کے نام

ا۔ جنت کے نام:

(الف) جنت:

یہ اس منزل (رہائش گاہ) اور لذت و سرخروئی، مسرت، آنکھ کی ٹھنڈک اور اس کی ہمہ جہت نعمتوں کا عام نام ہے، اس لفظ ''جنت'' کا اصل ماخذ "**ستر و تغطیه**" یعنی چھپانا اور ڈھانپنا ہے، چنانچہ اسی لفظ سے شکم مادر میں رہنے والے بچے کو "**جنین**" کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ ماں کے شکم میں چھپا ہوتا ہے، اور اسی سے "**بستان**" یعنی باغیچہ کو بھی ''جنت'' کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے اندر درختوں اور برگ و بار کو چھپائے ہوتا ہے، اس نام کا استعمال اسی جگہ کے لئے مناسب ہے جہاں مختلف قسم کے بہت سارے درخت ہوں [1]۔

اور ''جنت'' درختوں اور کھجوروں پر مشتمل باغ کو کہا جاتا ہے، جس کی جمع ''جنات'' آتی ہے، نیز جنت اس باغیچہ کو بھی کہا جاتا ہے جس کے درختوں سے زمین چھپ گئی ہو [2]، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ ءَايَةٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ﴾ [سباء:۱۵]

''یقینا قوم سبا کے لئے ان کی رہائش گاہوں میں نشانی تھی، دائیں اور بائیں سے

---

① دیکھئے: حادی الارواح لابن القیم، ص ۱۱۱۔

② دیکھئے: لسان العرب، ۱۳/ ۹۹ و مفردات القرآن للاصفہانی ص ۲۰۴ والمصباح المنیر ۱/ ۱۱۲۔

دو باغ تھے''۔

اور ''حدیقہ'' جس کی جمع ''حدائق'' آتی ہے درختوں اور کھجوروں پر مشتمل باغ کو کہا جاتا ہے اور یہی ''بستان'' یعنی چھوٹا باغ ہے، اور ''حدیقہ'' کو حدیقہ شکل اور بناوٹ میں **''حدقة العین''** یعنی آنکھ کی سیاہی اور اس میں پانی کے وجود سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا جاتا ہے[1]۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا﴾ [النبأ:٣١-٣٢]

''یقیناً متقیوں کے لئے کامیابی ہے۔ باغات ہیں اور انگور ہیں''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ''جنت'' کا لفظ (واحد) چھیاسٹھ مرتبہ اور ''جنات'' کا لفظ (جمع) انہتر مرتبہ ذکر فرمایا ہے[2]۔

(ب) دار السلام (سلامتی کی منزل):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ﴾ [الانعام:١٢٧]

''ان کے لئے ان کے رب کے پاس سلامتی کی منزل ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ﴾ [یونس:٢٥]

''اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے''۔

---

① دیکھئے: مفردات غریب القرآن للاصفہانی ص ٢٢٣، والقاموس المحیط ص ١١٢٧، وتفسیر ابن کثیر، ٤/٤٦٦۔

② دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم ص ٨٠ تا ٨٢۔

چنانچہ جنت ہر طرح کی آفت ومصیبت سے سلامتی کا گھر ہے[1]۔

(ج) دار الخلد (ہمیشگی کا گھر):

اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جنتیوں کو جنت سے کبھی کوچ نہ کرنا ہوگا' اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾ [هود:١٠٨]

''یہ بے انتہاء بخشش ہے۔یعنی نہ ختم ہونے والی عطاء''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ٱدْخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ذَٰلِكَ يَوْمُ ٱلْخُلُودِ﴾ [ق:٣٤]

''اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُۥ مِن نَّفَادٍ﴾ [ص:٥٤]

''بلاشبہ یہ ہماری دی ہوئی روزی (عطیہ) ہے جسے کبھی ختم ہونا ہی نہیں''۔

(د) دار المقامۃ (دائمی قیام گاہ):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ٱلَّذِىٓ أَحَلَّنَا دَارَ ٱلْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِۦ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ﴾ [فاطر:٣٥]

''جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا جہاں نہ ہم کو کوئی

---

① حادی الارواح ص ۱۳۳۔

تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی تکان''۔

(ھ) جنۃ المأویٰ:

ارشاد باری ہے:

﴿عِندَهَا جَنَّةُ ٱلۡمَأۡوَىٰٓ﴾ [النجم:۱۵]

''اسی کے پاس جنۃ المأویٰ ہے''۔

(و) جنات عدن (ہمیشہ رہنے والے باغات):

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿جَنَّٰتِ عَدۡنٍ ٱلَّتِي وَعَدَ ٱلرَّحۡمَٰنُ عِبَادَهُۥ بِٱلۡغَيۡبِۚ﴾ [مریم:۶۱]

''ہمیشگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے''۔

(ز) فردوس:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡوَٰرِثُونَ ۝١٠ ٱلَّذِينَ يَرِثُونَ ٱلۡفِرۡدَوۡسَ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ﴾ [المؤمنون:۱۰-۱۱]

''یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ جو فردوس کا وارث ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے''۔

فردوس: اس باغیچہ کو کہتے ہیں جس میں باغوں میں پائی جانے والی تمام چیزیں موجود ہوں [1]۔

---

① فتح الباری، ۶/ ۱۳، والقاموس المحیط ص ۷۲۵۔

(ح) جنات النعیم (نعمتوں بھرے باغات):

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُمْ جَنَّٰتُ ٱلنَّعِيمِ﴾ [لقمان:۸]

''بے شک متقی حضرات بیشک جولوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان کے لئے نعمتوں بھرے باغات ہیں''۔

(ط) المقام الامین (امن وسکون کی جگہ):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِى مَقَامٍ أَمِينٍ﴾ [الدخان:۵۱]

''بیشک متقی حضرات امن وسکون کی جگہ میں ہوں گے''۔

المقام: جائے اقامت کو کہتے ہیں۔

الامین: ہر طرح کی برائی' آفت اور ناپسندیدہ امر سے مامون چیز کو کہتے ہیں، یعنی وہ امن وسلامتی کی تمام خوبیوں کی جامع ہوگی[1]۔

(ی) مقعد صدق (راستی اور عزت کی منزل):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِى جَنَّٰتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِى مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍۭ﴾ [القمر:۵۴-۵۵]

''بیشک متقی حضرات جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔ راستی اور عزت کی بیٹھک میں'

---

① حادی الارواح لابن القیم ص ۱۱۶۔

قدرت والے بادشاہ کے پاس''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت کو مقعد صدق اس لئے کہا ہے کہ جنت میں اچھی رہائش کی تمام چاہتیں فراہم ہوں گی، جیسا کہ مکمل پائیدار محبت کو ''مودة صادقة'' سچی محبت کہا جاتا ہے [1]۔

۲۔جہنم کے نام:

(الف) النار (آگ):

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ [البقرة:۳۹]

''جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنمی ہیں ایسے لوگ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہنم کو ''النار'' (معرفہ) کے لفظ سے ایک سو چھبیس مرتبہ اور ''ناراً'' (نکرہ) کے لفظ سے انیس مرتبہ ذکر فرمایا ہے [2]۔

(ب) جہنم:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا﴾ [النبأ:۲۱-۲۲]

''بیشک جہنم گھات میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانہ وہی ہے''۔

---

① حادی الارواح لابن القیم ص ۱۷۷۔

② دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم ص ۷۲۳ تا ۷۲۵۔

(ج) جحیم:

ارشاد باری ہے:

﴿وَبُرِّزَتِ ٱلۡجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ﴾ [النازعات:٣٦]

''دیکھنے والے کے لئے جہنم ظاہر کی جائے گی''۔

(د) سعیر (بھڑکتی آگ):

ارشاد باری ہے:

﴿فَرِيقٞ فِي ٱلۡجَنَّةِ وَفَرِيقٞ فِي ٱلسَّعِيرِ﴾ [الشوریٰ:٧]

''ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا''۔

(ھ) سقر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا سَقَرُ ٢٧ لَا تُبۡقِي وَلَا تَذَرُ﴾ [المدثر:٢٧-٢٨]

''آپ کو کیا معلوم کہ سقر کیا ہے۔ نہ وہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے''۔

(و) الحطمۃ (توڑ پھوڑ دینے والی):

ارشاد باری ہے:

﴿كَلَّاۖ لَيُنۢبَذَنَّ فِي ٱلۡحُطَمَةِ﴾ [الھمزہ:٤]

''ہرگز نہیں! یہ ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینکا جائے گا''۔

(ز) الھاویۃ:

ارشاد باری ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ ۝٨ فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٌ ۝٩ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا هِيَهْ ۝١٠ نَارٌ حَامِيَةٌۢ﴾ [القارعہ:۸-۱۱]

''اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔وہ دہکتی ہوئی آگ ہے''۔

(ح) دارالبوار (ہلاکت کا گھر):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ بَدَّلُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا۟ قَوْمَهُمْ دَارَ ٱلْبَوَارِ ۝٢٨ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ ٱلْقَرَارُ﴾ [ابراہیم:۲۸-۲۹]

''کیا آپ نے ان کی طرف نظر نہیں ڈالی جنھوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے ناشکری کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا ڈالا۔یعنی دوزخ میں جس میں یہ سب جائیں گے،جو بدترین ٹھکانہ ہے''۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''...رہا دارالبوار (ہلاکت کا گھر) تو وہ جہنم ہے''[1]۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے[2]۔

[1] تفسیر ابن کثیر،۲/۵۳۹۔

[2] تفسیر البغوی،۳/۳۵۔

چوتھا مبحث:

جنت وجہنم کی جگہ (محل وقوع)

۱۔ جنت کا محل وقوع:

ارشاد باری ہے:

﴿كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلْأَبْرَارِ لَفِى عِلِّيِّينَ ۝١٨ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا عِلِّيُّونَ﴾ [المطففين: ۱۰-۱۱]

''یقینا نیکو کاروں کا نامۂ اعمال علیین میں ہے، اور آپ کو کیا معلوم کہ علیین کیا ہے''۔

علیون: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''علیون، جنت ہے' اور کہا گیا ہے کہ 'علیون' ساتویں آسمان پر عرش تلے ایک جگہ کا نام ہے [1]۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ''علیین'' علو (بلندی) سے ماخوذ ہے' اور جو چیز جتنی ہی عالی اور بلند ہوتی ہے اتنی ہی عظیم اور وسیع تر ہوتی ہے، اسی لئے اللہ عزوجل نے علیین کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا عِلِّيُّونَ﴾ [2]۔

''اور آپ کو کیا معلوم کہ علیون کیا ہے؟''۔

نیز ارشاد فرمایا:

---

① دیکھئے: تفسیر البغوی، ۴/۴۶۰، تفسیر ابن کثیر ۴/۴۸۷۔

② تفسیر ابن کثیر، ۲/۵۳۹۔

﴿وَفِي ٱلسَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ [الذاریات:۲۲]

''اور تمہاری روزی اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے''۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرمان باری: ﴿وَفِي ٱلسَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''آسمان کی روزی سے مراد ''بارش'' اور جس کا وعدہ کیا جاتا ہے اس سے مراد ''جنت'' ہے''[1]۔

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ جنت ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ''[2]۔

''جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنت کا درمیانی حصہ ہے اور جنت کا سب سے اونچا حصہ ہے، اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے، نیز جنت کی نہریں اسی سے پھوٹتی ہیں''۔

۲۔ جہنم کا محل وقوع:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلۡفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٖ ۝٧ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا سِجِّينٞ ۝٨ كِتَٰبٞ مَّرۡقُومٞ﴾ [مطففین:۷-۹]

---

① تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۲۳۶۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری، ۶/ ۱۱، حدیث: ۲۷۹۰ و ۱۳/ ۴ حدیث: ۷۴۲۳ نیز دیکھئے صحیح مسلم بشرح نووی ۲/ ۵۷۹۔

’’یقینا بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے۔ اور کیا معلوم کہ سجین کیا ہے۔ یہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے‘‘۔

مطلب یہ ہے کہ ان کا ٹھکانہ ’’سجین‘‘ میں ہے، ’’سجین‘‘ سجن سے ’فعیل‘ کے وزن پر ہے، جس کے معنیٰ تنگی کے ہیں جیسا کہ فتیق، شریب، خمیر اور سکیر وغیرہ کہا جاتا ہے، اسی لئے اس کا معاملہ بڑا عظیم ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا سِجِّينٌ﴾ آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے، یعنی وہ بڑا عظیم معاملہ، دائمی قید و بند اور دردناک عذاب ہے[1]۔

امام بغوی، امام ابن کثیر اور ابن رجب حنبلی رحمہم اللہ نے کچھ آثار ذکر کئے ہیں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ ’’سجین‘‘ ساتویں زمین کے نیچے ہے، یعنی جس طرح جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے اسی طرح سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے[2]۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’صحیح یہ ہے کہ ’’سجین‘‘ سجن سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ تنگی کے ہیں، کیونکہ مخلوقات جتنا نیچے ہوں گی تنگ ہوتی جائیں گی، اور جتنا بلند (اوپر) ہوں گی کشادہ ہوتی جائیں گی، اس لئے کہ ساتوں افلاک میں سے ہر ایک اپنے نیچے والے کے بالمقابل کشادہ اور بلند ہوتا ہے، اسی طرح ساتوں زمینوں میں سے ہر ایک اپنے سے نیچے والی زمین کے بالمقابل کشادہ ہوتی ہے (اسی طرح بتدریج) یہاں تک کہ سب سے آخری سطح اور تنگ ترین جگہ ساتویں زمین کے وسط میں مرکز تک پہنچ جاتی ہے[3]۔

---

① تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۸۵، وتفسیر البغوی ۴/ ۴۵۸۔

② دیکھئے: تفسیر البغوی، ۴/ ۴۵۸، ۴۵۹ وتفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۸۵، ۴۸۶، والتخویف من النار لابن رجب ص ۶۲، ۶۳۔

③ تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۴۶۔

پھر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ: بدکاروں کا ٹھکانہ جہنم ہے جو کہ سب سے نچلا حصہ (آخری سطح) ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ رَدَدْنَٰهُ أَسْفَلَ سَٰفِلِينَ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ [التین: ۵-۶]

''پھر ہم نے اسے نیچوں سے نیچا کر دیا، لیکن جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا''۔

اور یہاں فرمایا:

﴿كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلْفُجَّارِ لَفِى سِجِّينٍ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَٰبٌ مَّرْقُومٌ﴾ [مطففین: ۷-۹]

''یقینا بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے۔ یہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے''۔

یہ تنگی اور نیچائی دونوں کو شامل ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَإِذَآ أُلْقُوا۟ مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا۟ هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ [الفرقان: ۱۳]

''اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینک دیئے جائیں گے تو وہاں اپنے لئے موت ہی موت پکاریں گے''۔

فرمان باری: ﴿كِتَٰبٌ مَّرْقُومٌ﴾ (لکھی ہوئی کتاب ہے) ﴿وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا سِجِّينٌ﴾ (آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے؟) کی تفسیر نہیں ہے، بلکہ وہ ان (بدکاروں) کے سجین میں

تحریر کردہ انجام اور ٹھکانہ کی تفسیر ہے، مفہوم یہ ہے کہ یہ چیز لکھ کر اس سے فراغت ہو چکی ہے نہ اس میں کسی چیز کا اضافہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کمی کی جا سکتی ہے [1]۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بعض لوگوں نے اس پر (یعنی جہنم ساتویں زمین کی نچلی تہ میں ہے) اس بات سے استدلال کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ کفار صبح وشام (عالم برزخ میں) جہنم پر پیش کئے جاتے ہیں، نیز اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ جہنم زمین میں ہے ...اور روح قبض کرنے کی کیفیت کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے کافر کی روح کے بارے میں فرمایا:

”حَتَّى يُنْتَهى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا يُفْتَحُ لَهُ"، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾[الاعراف:۴۰] فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: " اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى“، ثم قال: ... فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا...“ الحديث [2] بطوله [3].

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۴/۴۸۶۔

[2] التخویف من النار والتعریف بحال دار البوار ص ۶۳۔

[3] مسند احمد، ۴/۲۸۷ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ابو داود، حدیث (۴۷۵۳)، والنسائی، ۴/۱۰۱، والحاکم ۱/۳۷ تا ۴۰ وغیرھم، امام البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۱۵۸) میں اس حدیث کی سندیں جمع کی ہیں اور اس کی تخریج و تصحیح میں شرح و بسط سے کام لیا ہے۔

یہاں تک کہ اسے آسمان دنیا تک لے جایا جائے گا، اور آسمان کا دروازہ کھلوایا جائے گا تو دروازہ نہیں کھولا جائے گا، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ ٱلسَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُونَ ٱلْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ ٱلْجَمَلُ فِى سَمِّ ٱلْخِيَاطِ﴾ [الاعراف:۴۰]

''ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں چلا جائے''۔

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: اس کا نامۂ اعمال سب سے نچلی زمین میں سجین میں لکھ دو، پھر آپ نے فرمایا: چنانچہ اس کی روح کو یونہی پھینک دیا جائے گا، حدیث طویل ہے۔

پانچواں مبحث:

موجودہ وقت میں جنت وجہنم کا وجود

انس بن مالک رضی اللہ عنہ (واقعۂ معراج کے بارے میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”ثُمَّ انْطَلَقَ بِي جِبرِيلُ، حَتَّى انْتَهى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهى، فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ دَخَلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ[1]، وَإِذَا تُرَابُهَا المِسْكُ“[2]۔

”پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، تو اسے کچھ رنگوں نے ڈھانپ لیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے، فرماتے ہیں کہ: پھر میں جنت میں داخل ہوا، جس میں موتی کے گنبد ومنارے تھے، اور اس کی مٹی مشک تھی“۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ جِبْرِيلَ إِلَى الجَنَّةِ فَقَالَ: انْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَجَاءَهَا وَنَظَرَ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا

---

① ”جنابذ“ جنبذۃ کی جمع ہے اس کے معنیٰ قبے کے ہیں، صحیح بخاری کتاب الانبیاء میں بھی اسی طرح وارد ہوا ہے، اس حدیث میں اہل سنت وجماعت کے اس عقیدہ کی دلیل ہے کہ جنت وجہنم کی تخلیق ہو چکی ہے، نیز یہ کہ جنت آسمان میں ہے، واللہ أعلم، دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی ۲/ ۵۷۹۔

② صحیح بخاری، حدیث: ۳۴۹، ۱۶۳۶، ۳۳۴۲ و صحیح مسلم حدیث: ۱۶۳۔

أَعَدَّ اللَّهُ لِأَهْلِهَا فِيهَا... ثم قَالَ: اذْهَبْ إِلَى النَّارِ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا...''[1] الحديث۔

''جب اللہ نے جنت وجہنم کی تخلیق فرمائی تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور ان سے کہا کہ جاؤ جنت اور میں نے اس میں جنتیوں کے لئے جو کچھ تیار کرر کھا ہے انہیں دیکھو، وہ آئے اور جنت اوراس میں جنتیوں کے لئے تیار کردہ اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا، پھر (اللہ نے) فرمایا: جاؤ جہنم اور جہنم میں جہنمیوں کے لئے میں نے جو کچھ (عذاب) تیار کرر کھا ہے اسے دیکھو، انھوں نے جہنم اوراس میں تیار کردہ اللہ کے عذاب کا مشاہدہ کیا، تو اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ پر سوار ہورہا تھا (یعنی جہنم جوش ماررہی تھی)''۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ''[2]۔

''جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانہ (اس کی منزل) صبح

---

① سنن ترمذی، حدیث (۱۲۹۷) ونسائی، اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۳۱۷ اور صحیح سنن نسائی: ۲/ ۷۹۷، حدیث: ۳۵۲۳ میں حسن قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری، حدیث: ۱۳۷۹، ۳۲۴۰، ۶۵۱۵ وصحیح مسلم: ۴/ ۲۱۹۹، حدیث: ۲۸۶۶۔

وشام پیش کیا جاتا ہے، اگر جنتیوں میں سے ہوتا ہے تو اہل جنت کی ایک منزل پیش کی جاتی ہے، اور اگر جہنمیوں میں سے ہوتا ہے تو جہنمیوں کی ایک منزل دکھائی جاتی ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہاری منزل ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہیں دوبارہ اٹھائے گا''۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يُرْجِعَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ۔ ①

''بیشک مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں میں لٹکتی رہتی ہے، یہاں تک کہ جس دن اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اٹھائے گا اسے اس کے جسم میں لوٹا دے گا''۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان سے فرمان باری تعالیٰ:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ [آل عمران:۱۶۹]

''اللہ کی راہ میں قتل (شہید) ہونے والوں کو آپ ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کے یہاں روزیاں عطا کئے جاتے ہیں''۔

---

① سنن نسائی، حدیث: ۲۰۷۳ و سنن ابن ماجہ، حدیث (۴۲۷۱) و مسند احمد، ۳/ ۴۵۵، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن نسائی: ۲/ ۴۴۵ اور صحیح سنن ابن ماجہ: ۲/ ۴۲۳ اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۲/ ۷۳۰، حدیث: ۹۹۵ میں صحیح قرار دیا ہے، امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر: ۴/ ۳۰۲ میں مسند احمد کی سند ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ بڑی عظیم سند ہے اور انتہائی پائیدار متن ہے''۔

کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

”أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ: "هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى ...“[1]۔

”ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوں گی، جن کے لئے قندیلیں ہوں گی جو عرش الٰہی میں لٹک رہی ہوں گی، وہ جنت میں جہاں چاہیں گے سیر کریں گے، پھر انہی قندیلوں میں پناہ گزیں ہوں گے، ان کا رب ان کی طرف ایک بار جھانکے گا اور فرمائے گا: کیا تمھیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ کہیں گے: (اے اللہ!) ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے اور سیر کرتے ہیں، اب اس کے بعد ہمیں اور کس چیز کی خواہش ہوسکتی ہے؟ تین مرتبہ ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا، جب وہ یہ دیکھیں گے کہ انہیں سوال کئے جانے سے چھٹکارا ہی نہ ملے گا (یعنی پوچھا ہی جاتا رہے گا) تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے، تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوں... حدیث لمبی ہے“۔

---

① صحیح مسلم، ۳/ ۱۵۰۲، حدیث: ۱۸۸۷۔

چھٹا مبحث:

جنت وجہنم کی طرف روانگی

۱۔مومنوں کی جنت کی طرف روانگی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْاْ رَبَّهُمْ إِلَى ٱلْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَٱدْخُلُوهَا خَٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُواْ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى صَدَقَنَا وَعْدَهُۥ وَأَوْرَثَنَا ٱلْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ ٱلْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ﴾[الزمر: 73-74]

’’اور جولوگ تیرے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو،تم خوش حال رہوتم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔ یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کرلیں، پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے‘‘۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ، ثُمَّ

الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لاَ يَبُولُونَ وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ، وَلاَ يَتْفِلُونَ وَلاَ يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ الأَنْجُوجُ[1]، عُودُ الطِّيبِ وَأَزْوَاجُهُمُ الحُورُ العِينُ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ"[2]۔

''سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر ان کے بعد جو داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے روشن ستارے کی مانند ہوں گے، نہ وہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے، نہ تھوکیں گے اور نہ ہی ان کی ناک سے رینٹ نکلے گی، ان کی کنگھی سونے کی ہوگی، اوران کا پسینہ مشک ہوگا، ان کی دھونی عمدہ قسم کے عود کی خوشبو ہوگی اور ان کی بیویاں حورعین (بڑی آنکھوں والی سرخ وسفید) ہوں گی، (سارے لوگ) اپنے باپ آدم علیہ السلام کی قامت کے برابر ساٹھ ہاتھ لمبے ہوں گے''۔

---

① ''مجامر'' مِجمر یا مُجمر کی جمع ہے، مِجمر (میم کے زیر کے ساتھ) اس برتن کو کہتے ہیں جس میں دھونی لینے کے لئے آگ رکھی جاتی ہے، اور مُجمر (میم کے پیش کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جس کو جلا کر دھونی لی جاتی ہے، حدیث میں یہی مراد ہے، ''اَلوۃ'' کے معنیٰ لکڑی کے ہیں۔

''اَلنجوج'' ایک قسم کی لکڑی ہے جس سے دھونی لی جاتی ہے، اسے ''اَلنجوج، یلنجوج، اَنجج'' وغیرہ بھی کہا جاتا ہے، الف اور نون زائد ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اس کی خوشبو کی تیزی مراد ہے۔ دیکھئے: النھایہ فی غریب الحدیث والاثر، از ابن الاثیر، ۱/ ۶۲، ۲۹۳۔ (مترجم)

② صحیح بخاری، حدیث (۳۳۲۷) وصحیح مسلم، حدیث (۲۸۳۴)۔

۲۔کافروں کی جہنم کی طرف روانگی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَسِيقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتۡ أَبۡوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَآ أَلَمۡ يَأۡتِكُمۡ رُسُلٞ مِّنكُمۡ يَتۡلُونَ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِ رَبِّكُمۡ وَيُنذِرُونَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هَٰذَاۚ قَالُواْ بَلَىٰ وَلَٰكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ ٱلۡعَذَابِ عَلَى ٱلۡكَٰفِرِينَ ۝٧١ قِيلَ ٱدۡخُلُوٓاْ أَبۡوَٰبَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَاۖ فَبِئۡسَ مَثۡوَى ٱلۡمُتَكَبِّرِينَ﴾ [الزمر:۷۱-۷۲]

’’کافروں کے گروہ کے گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے، اس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے، اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں! کیوں نہیں، لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔ کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، پس سرکشوں کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَلِلَّذِينَ كَفَرُواْ بِرَبِّهِمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَۖ وَبِئۡسَ ٱلۡمَصِيرُ ۝٦ إِذَآ أُلۡقُواْ فِيهَا سَمِعُواْ لَهَا شَهِيقٗا وَهِيَ تَفُورُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ ٱلۡغَيۡظِۖ كُلَّمَآ أُلۡقِيَ فِيهَا فَوۡجٞ سَأَلَهُمۡ خَزَنَتُهَآ أَلَمۡ يَأۡتِكُمۡ نَذِيرٞ ۝٨ قَالُواْ بَلَىٰ قَدۡ جَآءَنَا نَذِيرٞ

فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ﴿٩﴾ وَقَالُوا۟ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىٓ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ﴿١٠﴾ فَٱعْتَرَفُوا۟ بِذَنۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ﴾ [الملک:٦-١١]

''اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے۔ جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہے کہ غصہ کے مارے پھٹ جائے، جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا، تم بہت بڑی گمراہی میں ہو۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوزخیوں میں شریک نہ ہوتے۔ پس انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا، تو دوری ہو جہنمیوں کے لئے''۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَآ أُلْقُوا۟ مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا۟ هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ [الفرقان: ١٣]

''اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینک دیئے جائیں گے تو وہاں اپنے لئے موت ہی موت پکاریں گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِهِۦ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَـٰهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا وَقَالُوٓا۟ أَءِذَا كُنَّا عِظَـٰمًا وَرُفَـٰتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا﴾[الاسراء: ۹۷-۹۸]

’’اللہ جسے ہدایت دے دے وہ تو ہدایت یافتہ ہے، اور جسے وہ راہ سے بھٹکا دے نا ممکن ہے کہ تو اس کا مددگار اس کے سوا کسی اور کو پائے، ایسے لوگوں کا ہم بروز قیامت اوندھے منہ حشر کریں گے، دراں حالیکہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جب کبھی وہ بجھنے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے۔ یہ ہماری آیتوں سے کفر کرنے اور یہ کہنے کا بدلہ ہے کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، پھر ہم نئی پیدائش میں اٹھا کھڑے کئے جائیں گے‘‘۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُجْرِمِينَ فِى ضَلَـٰلٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِى ٱلنَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا۟ مَسَّ سَقَرَ﴾[القمر: ۴۷-۴۸]

’’بیشک گناہ گار گمراہی میں اور عذاب میں ہیں۔ جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو‘‘۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝٧٠ إِذِ ٱلْأَغْلَٰلُ فِىٓ أَعْنَٰقِهِمْ وَٱلسَّلَٰسِلُ يُسْحَبُونَ ۝٧١ فِى ٱلْحَمِيمِ ثُمَّ فِى ٱلنَّارِ يُسْجَرُونَ﴾[الغافر:۷۰-۷۲]

''عنقریب وہ جان لیں گے۔ جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝٣٠ ثُمَّ ٱلْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝٣١ ثُمَّ فِى سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَٱسْلُكُوهُ ۝٣٢ إِنَّهُۥ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ ٱلْعَظِيمِ﴾[الحاقۃ: ۳۰-۳۳]

''اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو''۔

ساتواں مبحث:

جنت وجہنم کے دروازے

ا۔ جنت کے دروازے آٹھ ہیں:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ“[1]۔

”تم میں سے جو بھی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر کہتا ہے: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ ان میں سے جس سے بھی داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے“۔

عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے دنیا اور جنت وجہنم کے بارے میں مروی حدیث میں ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ جنت کے پٹوں میں سے دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سالوں کی مسافت کے برابر ہے، اور یقیناً ایک روز اس پر ایسا بھی آئے گا جس

---

[1] صحیح مسلم: ۱/ ۲۰۹، حدیث: ۲۳۴۔

دن وہ بھیڑ بھاڑ سے بھرا ہوگا[1]۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فِي الجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ، لاَ يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ"[2]۔

''جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام ''ریان'' ہے جس سے روزہ دار لوگ ہی داخل ہوں گے''۔

اور کبھی مسلمان ان تمام دروازوں سے بھی داخل ہوگا، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ ". فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا، قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ"[3]۔

---

[1] صحیح مسلم: ۴/ ۲۲۷۸، حدیث: ۲۹۶۷۔

[2] صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۵۷، وصحیح مسلم، حدیث: ۱۱۱۲۔

[3] صحیح بخاری مع فتح الباری، ۴/ ۱۱۱، حدیث: ۱۸۹۷۔

''جس نے اللہ کی راہ میں دو جوڑے (چیزیں) خرچ کئے اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا: کہ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے، چنانچہ جو نمازیوں میں سے ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو مجاہدین میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے ''ریان'' نامی دروازے سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان تمام دروازوں سے کسی کا بلایا جانا آسان تو نہیں ہے، لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان میں سے ہوگے''۔

۲۔جہنم کے دروازے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ [الحجر: ۴۳-۴۴]

''یقیناً ان سب کے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازہ کے لئے ان کا ایک حصہ بٹا ہوا ہے''۔

اور جہنمیوں کے لئے جہنم کا دروازہ اُن کے وہاں پہنچنے کے بعد کھولا جائے گا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَسِيقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتۡ أَبۡوَٰبُهَا﴾ [الزمر:۷۱]

''کافروں کے گروہ کے گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے، اس کے دروازے ان کے لئے کھولے جائیں گے''۔

اور جہنمیوں پر جہنم بند ہوگی، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِـَٔايَٰتِنَا هُمۡ أَصۡحَٰبُ ٱلۡمَشۡـَٔمَةِ ۝١٩ عَلَيۡهِمۡ نَارٞ مُّؤۡصَدَةُۢ﴾ [البلد: ۱۹-۲۰]

''اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا، یہ کم بختی والے ہیں۔ ان پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گھیری ہوئی ہوگی''۔

نیز فرمایا:

﴿إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٞ ۝٨ فِي عَمَدٖ مُّمَدَّدَةِۭ﴾ [الھمزہ:۸-۹]

''وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔ بڑے بڑے ستونوں میں''۔

کہا جاتا ہے: ''أوصدت الباب وآصدته'' یعنی میں نے دروازہ کو اچھی طرح بند کر دیا[1]، چنانچہ جہنمیوں پر جہنم کے دروازے بند ہیں، نہ اس میں کوئی خوشی داخل ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی رنج وغم خارج ہوسکتا ہے[2]۔

جہنم کے دروازے رمضان میں بند کئے جاتے ہیں، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

---

① مفردات الفاظ القرآن للاصفہانی ص ۸۷۲۔

② تفسیر امام بغوی، ۴/۴۹۱، ۵۲۴ وتفسیر ابن کثیر ۴/۵۱۶، ۵۴۹۔

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ“ [1]۔

”جب ماہ رمضان کی پہلی شب ہوتی ہے تو سرکش جن اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں‘ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے: اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! پیچھے ہٹ، اور اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ ہر رات ہوتا ہے“۔

① سنن ترمذی (انھی الفاظ کے ساتھ) ۳/ ۵۷ ونسائی، حدیث: ۲۰۹۷ تا ۲۱۰۸، وابن ماجہ، حدیث: ۱۶۴۲، وابن خزیمہ، ۳/ ۱۸۸، اس حدیث کی اصل صحیح بخاری حدیث: ۳۲۷۷، اور صحیح مسلم، حدیث: ۱۰۷۹ میں ہے۔

آٹھواں مبحث:

جنت وجہنم کا حجاب (گھیراؤ)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْجَنَّةِ، فَقَالَ: انْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا. فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَرَجَعَ، فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا. فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَيْهَا فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا. فَنَظَرَ إِلَيْهَا، فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ. قَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَى النَّارِ وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا. فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَرَجَعَ فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ لَا يَدْخُلُهَا أَحَدٌ. فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ، فَقَالَ: ارْجِعْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. [فرجع إليها] فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ، فَرَجَعَ وَقَالَ: وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَنْجُوَ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا‘‘[1]۔

’’جب اللہ نے جنت وجہنم کی تخلیق فرمائی تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا

---

[1] سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ۷/ ۲۸۱، وسنن نسائی وغیرہما، بین القوسین کے الفاظ ترمذی کے ہیں، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن نسائی: ۲/ ۷۹۷، حدیث: ۳۵۲۳ اور صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۳۱۸، حدیث: ۲۰۷۵ میں حسن قرار دیا ہے۔

اوران سے کہا کہ جاؤ جنت اور میں نے اس میں جنتیوں کے لئے جو کچھ تیار کررکھا ہے اسے دیکھو، فرماتے ہیں کہ: وہ آئے اور جنت اوراس میں جنتیوں کے لئے تیار کردہ اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا، فرماتے ہیں کہ پھرلوٹ کراللہ کے پاس آئے اور فرمایا: تیری عزت کی قسم! جوبھی اس کے بارے میں سنے گا داخل ہی ہوجائے گا، چنانچہ اللہ نے حکم دیا اوراسے ناپسندیدہ (نفس پرگراں گزرنے والی) اشیاء سے گھیردیا گیا، پھرفرمایا: دوبارہ جاؤ اوراسے اوراس میں جنتیوں کے لئے میں نے جوکچھ تیار کررکھا ہے' اسے دیکھو، فرماتے ہیں کہ وہ دوبارہ گئے تو دیکھا کہ اسے ناپسندیدہ چیزوں سے گھیردیا گیا ہے، لوٹ کراللہ عزوجل کے پاس آئے اورفرمایا: تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی داخل ہی نہ ہوسکے گا، (اللہ نے) فرمایا: جاؤ جہنم اورجہنم میں جہنمیوں کے لئے میں نے جوکچھ(عذاب) تیار کررکھا ہے اسے دیکھو، انھوں نے جہنم اور اس میں تیارکردہ اللہ کے عذاب کا مشاہدہ کیا، تواس کا ایک حصہ دوسرے حصہ پرسوارہورہا تھا(یعنی جہنم جوش ماررہی تھی)، لوٹ کراللہ کے پاس آئے اورفرمایا: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں سن کرکوئی داخل ہی نہیں ہوسکتا، چنانچہ اللہ نے حکم دیا اوراسے شہوات (جن چیزوں کی طرف نفس کا میلان ہو) سے گھیردیا گیا، پھرفرمایا: جاؤ دوبارہ جاکر دیکھو، وہ دوبارہ گئے اوردیکھا کہ اسے شہوات سے گھیردیا گیا ہے، لوٹ کراللہ کے پاس آئے اورکہا: تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے کوئی نجات نہیں پائے گا بلکہ اس میں ضرورداخل ہوگا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ" [1]۔

''جہنم کو من چاہی چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جنت کو ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے''۔

یہاں ''شہوات'' سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے انجام دینے یا ترک کرنے میں مکلف کو اپنے نفس سے مجاہدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسے قولی وعملی طور پر عبادتوں کی کما حقہ انجام دہی اور ان کی پابندی، نیز منع کردہ امور سے اجتناب واحتراز [2]۔

یہ حدیث بڑی انوکھی، فصیح اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کردہ حسین مثال وغیرہ پر مشتمل جامع کلمات میں سے ہے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جنت تک ناپسندیدہ چیزوں کے ارتکاب اور جہنم تک شہوات کے ارتکاب سے ہی پہنچا جا سکتا ہے، اسی طرح جنت وجہنم کو ان دونوں چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے، لہٰذا جو بھی گھیرا توڑے گا گھیرے کے اندر جا پہنچے گا، چنانچہ جنت کی پردہ دری ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب ہے اور جہنم کی پردہ دری شہوات (من چاہی چیزوں) کا ارتکاب ہے۔

ناپسندیدہ چیزوں میں عبادات میں جد وجہد، ان کی پابندی، ان کی دشواریوں پر صبر وضبط، غصہ پینا، معاف کرنا، حلم و بردباری، صدقہ، بدسلوکی کے ساتھ حسن سلوک اور خواہشات نفس کو لگام دینا وغیرہ شامل ہیں۔

---

① بخاری مع فتح الباری: ۱۱/ ۳۲۰، حدیث: ۶۴۸۷ وصحیح مسلم: ۴/ ۲۱۷۴، حدیث: ۲۸۲۲۔

② دیکھئے: فتح الباری: ۱۱/ ۳۲۰۔

رہی وہ من چاہی چیزیں جن سے جہنم کو گھیر دیا گیا ہے، تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام خواہشات ہیں، جیسے شراب، زنا کاری، غیر محرم کو دیکھنا، غیبت، چغلخوری، آلات لہو ولعب کا استعمال وغیرہ۔

جہاں تک جائز وحلال خواہشات کا مسئلہ ہے تو وہ ان میں داخل نہیں ہیں، لیکن کثرت سے ان کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے، اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کہیں وہ حرام تک نہ پہنچا دیں، یا دل سخت کردیں، یا اطاعت سے غافل کردیں، یا دنیا کے حصول پر توجہ دینے پر مجبور کردیں[1]۔

① دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۷/ ۱۶۵۔

نواں مبحث:

جنت وجہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے

۱۔سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا:

(الف) جنت میں سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُولُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُولُ: مُحَمَّدٌ، فَيَقُولُ: بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ“[1]۔

”میں قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھلواؤں گا، تو داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو وہ کہے گا: آپ ہی کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی اور کے لئے دروازہ نہ کھولوں“۔

انہی سے ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ“[2]۔

”قیامت کے روز انبیاء میں سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے، اور سب سے پہلے میں جنت کے دروازہ پر دستک دوں گا“۔

---

① صحیح مسلم: ۱/ ۱۸۸، حدیث: ۱۹۷۔

② صحیح مسلم: ۱/ ۱۸۸، حدیث: ۱۹۶۔

(ب) امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَاخْتَلَفُوا، فَهَدَانَا اللهُ لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ، فَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ، هَدَانَا اللهُ لَهُ [قَالَ: يَوْمُ الْجُمُعَةِ] فَالْيَوْمَ لَنَا، وَغَدًا لِلْيَهُودِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى"[1]۔

''ہم سب سے آخری لوگ قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جبکہ انہیں (یہود ونصاریٰ کو) ہم سے پہلے اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی ہے، لیکن انھوں نے اختلاف کیا، اور اللہ نے ہمیں ان کے اختلاف کردہ امر میں ہدایت عطا فرمائی، چنانچہ یہی ان کا وہ دن ہے جس میں انھوں نے اختلاف کیا اور اللہ نے ہمیں اس کی رہنمائی فرمائی، [فرماتے ہیں: وہ جمعہ کا دن ہے] چنانچہ آج کا دن ہمارا ہے، کل یہودیوں کا اور پرسوں نصاریٰ (عیسائیوں) کا''۔

(ج) فقراء:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ"[2]۔

---

① صحیح مسلم: ۲/ ۵۸۵، حدیث: ۸۵۵۔

② سنن ترمذی، حدیث: ۲۴۷۲، وابن ماجہ، حدیث: ۴۱۲۲، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدث کو صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۲۷۵، اور صحیح سنن ابن ماجہ: ۲/ ۳۹۶ میں حسن قرار دیا ہے۔

’’فقراء مالداروں سے پانچ سو سال یعنی قیامت کے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے‘‘۔

اور ایک روایت میں ہے:

’’يَدْخُلُ فُقَرَاءُ المُسْلِمِينَ الجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ‘‘[1]۔

’’مسلمان فقراء مالداروں سے (قیامت کے) آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جو پانچ سو سالوں کے برابر ہے‘‘۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’يَدْخُلُ فُقَرَاءُ المُسْلِمِينَ الجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا‘‘[2]۔

’’محتاج مسلمان مالدار مسلمانوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے‘‘۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’’إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ، بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا‘‘[3]۔

’’بیشک محتاج مہاجرین قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے‘‘۔

---

① سنن ترمذی، حدیث: ۲۴۷۴، نیز دیکھئے: حدیث سابق۔

② سنن ترمذی، حدیث: ۲۴۴۳، دیکھئے: صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۲۷۵، نیز دیکھئے: تحفۃ الاحوذی، ۷/ ۱۸ تا ۲۳۔

③ صحیح مسلم: ۴/ ۲۲۸۵، حدیث: ۳۷۔

دونوں حدیثوں میں تطبیق کی صورت (واللہ اعلم) یہ ہے کہ محتاجوں اور مالداروں کے حالات کے اعتبار سے بعض فقراء مالداروں سے پانچ سوسال پہلے جنت میں جائیں گے اور بعض فقراء (مالداروں سے) چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جس طرح گنہ گار موحدین اپنے حالات کے سبب دیر تک ٹھہرے رہیں گے، اور فقیروں کے جنت میں پہلے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مالداروں سے ان کے درجات بھی بلند ہوں، بلکہ بعد میں داخل ہونے والا بسا اوقات اونچے مقام ومرتبہ کا ہوتا ہے گرچہ اس کے علاوہ کوئی اس سے پہلے ہی داخل ہوا ہو، چنانچہ اگر مالدار کی مالداری کا حساب لیا جائے اور وہ اس پر اللہ کا شکر گزار اور نیکی، بھلائی، صدقہ اور نیک کاموں کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے والا پایا جائے، تو وہ اس (جنت) میں پہلے داخل ہونے والے محتاج جس کے پاس یہ اعمال خیر نہیں ہیں، سے بلند مرتبہ پر فائز ہوگا، بالخصوص جبکہ مالدار اس محتاج کے اعمال میں بھی شریک ہو اور مزید انجام دیا ہو، اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (دراصل) خصوصیت دو طرح کی ہوتی ہے: سبقت، اور بلندئ مقام، کبھی یہ دونوں خصوصیتیں اکٹھا ہو جاتی ہیں اور کبھی الگ الگ، چنانچہ کبھی ایک شخص کو (سبقت اور بلندئ مقام) دونوں چیزیں حاصل ہوجاتی ہیں، جبکہ دوسرا دونوں سے محروم ہوتا ہے، اور اسی طرح کبھی ایک کو سبقت حاصل ہوتی ہے تو بلندی نہیں، اور دوسرے کو بلندی حاصل ہوجاتی ہے تو سبقت نہیں، یہ ساری چیزیں دونوں چیزوں یا دونوں میں سے کسی ایک کے متقاضی یا غیر متقاضی سبب کے اعتبار سے ہوا کرتی ہیں، توفیق دہندہ اللہ کی ذات ہے [1]۔

---

① دیکھئے: حادی الارواح الی بلاد الافراح، لابن القیم، ص ۱۳۴۔

۲۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جن کا فیصلہ ہوگا وہ تین لوگ ہوں گے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ“[1]۔

قیامت کے دن جن کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک شہید ہوگا جسے لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں پہچنوائے گا (یاد دلائے گا) تو وہ پہچان لے گا، اللہ

[1] صحیح مسلم: ۳/ ۱۵۱۴، حدیث: ۱۹۰۵۔

تعالیٰ فرمائے گا: تونے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں تیری راہ میں لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، تونے جہاد اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے بہت بڑا بہادر کہا جائے، اور تجھے کہا بھی گیا، پھر حکم ہوگا، یہاں تک کہ اسے اس کے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور دوسرا وہ آدمی ہوگا جس نے علم سیکھا اور سکھایا ہوگا اور قرآن پڑھا ہوگا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں پہچنوائے گا تو وہ پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تونے ان نعمتوں کا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور (تیری رضا کی خاطر) قرآن پڑھا، اللہ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تونے علم اس لئے حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے، اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تا کہ قاری کہا جائے، اور کہا بھی گیا، پھر حکم ہوگا یہاں تک کہ اسے اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور تیسرا وہ آدمی ہوگا جسے اللہ نے مالداری فراخی عطا فرمائی ہوگی اور ہمہ قسم کے مال و دولت سے نوازا ہوگا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں پہچنوائے گا تو وہ پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تونے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری پسند کے ہر راستہ میں (دل کھول کر) تیری رضا کے لئے خرچ کیا، اللہ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تونے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی اور فیاض کہا جائے، اور کہا بھی گیا، پھر حکم ہوگا یہاں تک کہ اسے اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

❋ ❋ ❋

دسواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کی سلامی

ا۔جنتیوں کی سلامی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ يَهۡدِيهِمۡ رَبُّهُم بِإِيمَٰنِهِمۡۖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهِمُ ٱلۡأَنۡهَٰرُ فِي جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ۝٩ دَعۡوَىٰهُمۡ فِيهَا سُبۡحَٰنَكَ ٱللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيهَا سَلَٰمٞۚ وَءَاخِرُ دَعۡوَىٰهُمۡ أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾[یونس:۹-۱۰]

''بیشک جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ان کے مقصد تک پہنچا دے گا نعمت کے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی ''سبحان اللہ'' اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا ''السلام علیکم'' اور ان کی آخری بات یہ ہوگی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ ٱلۡمِيثَٰقَ ۝٢٠ وَٱلَّذِينَ يَصِلُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُونَ سُوٓءَ ٱلۡحِسَابِ ۝٢١ وَٱلَّذِينَ صَبَرُواْ ٱبۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِمۡ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُواْ مِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ سِرّٗا وَعَلَانِيَةٗ

وَيَدۡرَءُونَ بِٱلۡحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ عُقۡبَى ٱلدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّٰتُ عَدۡنٖ يَدۡخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنۡ ءَابَآئِهِمۡ وَأَزۡوَٰجِهِمۡ وَذُرِّيَّٰتِهِمۡۖ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ يَدۡخُلُونَ عَلَيۡهِم مِّن كُلِّ بَابٖ ﴿٢٣﴾ سَلَٰمٌ عَلَيۡكُم بِمَا صَبَرۡتُمۡۚ فَنِعۡمَ عُقۡبَى ٱلدَّارِ﴾ [الرعد:۲۰-۲۴]

''جو اللہ کے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں اور قول و قرار کو توڑتے نہیں۔ اور اللہ نے جن چیزوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے رب کی رضا مندی کی طلب کے لئے صبر کرتے ہیں، اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے خفیہ و علانیہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھی بھلائی سے ٹالتے ہیں، اور انہیں کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکو کار ہوں گے، ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے' تو عاقبت کا گھر کیا ہی اچھا ہے''۔

۲۔ جہنمیوں کی سلامی:

اللہ عزوجل نے جہنمیوں کی سلامی کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿قَالَ ٱدۡخُلُواْ فِيٓ أُمَمٖ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِكُم مِّنَ ٱلۡجِنِّ وَٱلۡإِنسِ فِي ٱلنَّارِۖ كُلَّمَا دَخَلَتۡ أُمَّةٞ لَّعَنَتۡ أُخۡتَهَاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا ٱدَّارَكُواْ فِيهَا جَمِيعٗا قَالَتۡ أُخۡرَىٰهُمۡ لِأُولَىٰهُمۡ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّونَا فَـَٔاتِهِمۡ عَذَابٗا ضِعۡفٗا مِّنَ ٱلنَّارِۖ قَالَ لِكُلّٖ ضِعۡفٞ وَلَٰكِن لَّا تَعۡلَمُونَ﴾ [الاعراف:۳۸]

’’اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی، ان کے ساتھ تم بھی جہنم میں جاؤ، جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہوجائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ ہمارے پروردگار! ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا، لہٰذا انہیں دوزخ کا عذاب دوگنا دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب ہی کا عذاب دوگنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ﴾ [ص:٥٥-٦٠]

’’یہ تو ہوئی جزا، اور یقیناً سرکشوں کے لئے بڑی بری جگہ ہے۔ دوزخ ہے جس میں وہ جائیں گے (آہ) کیا ہی برا بچھونا ہے۔ یہ ہے، پس اسے چکھیں، گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔ اس کے علاوہ اور طرح طرح کے عذاب۔ یہ ایک قوم ہے جو تمہارے ساتھ (آگ میں) جلنے والی ہے، کوئی خوش آمدید ان کے لئے نہیں ہے یہی تو جہنم میں جانے والے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ بلکہ تم ہی ہو جن کے لئے کوئی خوش آمدید نہیں ہے، تم ہی نے تو اسے پہلے ہی سے ہمارے سامنے لا رکھا تھا، پس رہنے کی بڑی بری جگہ ہے‘‘۔

نیز اللہ عزوجل نے جہنمیوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَقَالَ إِنَّمَا ٱتَّخَذْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَوْثَٰنًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَىٰكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّٰصِرِينَ﴾ [العنکبوت:۲۵]

”(ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سوا کی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی دنیوی دوستی کی بنا ٹھہرالی ہے، تم سب قیامت کے دن ایک دوسرے سے کفر کرنے لگو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرنے لگو گے، اور تمہارا سب کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا“۔

گیارہواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کی اکثریت

۱۔جنتیوں کی اکثریت:

(الف) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: "يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟، قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَيُّنَا ذَلِكَ الوَاحِدُ؟ قَالَ: "أَبْشِرُوا، فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا. ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِ" فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِ، فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ، فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ، أَوْ كَشَعَرَةٍ بَيْضَاءَ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ“[1]۔

---

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری، ۶/ ۳۸۲، حدیث: ۳۳۴۸ و مسلم: ۱/ ۲۰۱، حدیث: ۲۲۲۔

”اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم (علیہ السلام)! تو وہ کہیں گے، حاضر ہوں، باریابی کے لئے حاضر ہوں، اور تمام بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ ارشادفرمائے گا: جہنم کی ٹولی کو نکالو، تو وہ عرض کریں گے: جہنم کی ٹولی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹)، ایسے خوفناک موقع پر بچہ بھی بوڑھا ہوجائے گا، اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل وضع کردے گی، اور آپ لوگوں کو نشے کی حالت میں (بدمست) دیکھیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا، یہ چیز لوگوں پر بڑی گراں اور شاق گزری، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ (ایک ہزار میں سے) ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: خوش ہوجاؤ، ایک آدمی تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار (قوم) یاجوج وماجوج میں سے، پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم: جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ جنتیوں کی ایک چوتھائی تعداد تمہاری ہوگی، یہ سن کر ہم نے کہا ”اللہ اکبر“ تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ جنتیوں کی ایک تہائی تعداد تمہاری ہوگی، ہم نے (پھر) کہا ”اللہ اکبر“ پھر آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ جنتیوں کی آدھی تعداد تمہاری ہوگی‘ ہم نے (پھر) کہا ”اللہ اکبر“ تو آپ نے فرمایا: تمہاری تعداد تو لوگوں میں بس سفید بیل کے جسم میں کالے بال یا کالے بیل کے جسم میں سفید بال کی طرح ہے“۔

(ب) فقراء:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اطَّلَعْتُ فِي الجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ

فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ"[1]۔

''میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ جنتیوں کی اکثریت فقیر ومحتاج لوگ ہیں، اور جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ جہنمیوں کی اکثریت عورتیں ہیں''۔

(ج) عورتیں:

حورعین اور دنیا کی عورتوں سمیت جنتیوں کی اکثریت عورتیں ہوں گی، رہیں صرف دنیا کی عورتیں تو وہ جنت میں سب سے کم اور جہنم میں سب سے زیادہ ہوں گی[2]، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ ابن علیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں ایوب نے محمد کے واسطے سے خبر دی کہ انھوں نے فرمایا: ''چاہے باہم فخر کرو یا مذاکرہ کرو (یہ بتاؤ) کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا ہے کہ:

''إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّتِي تَلِيهَا عَلَى أَضْوَإِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ اثْنَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ، وَمَا فِي الْجَنَّةِ أَعْزَبُ''[3]۔

''بیشک سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر ان کے بعد جو داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے روشن ستارے کی مانند ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کی دو دو بیویاں ہوں گی، جن

---

① صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۴۱، ۵۱۹۸، ۶۴۴۹، ۶۵۴۶۔

② حادی الارواح لابن القیم، ص ۱۴۲۔

③ صحیح مسلم (انہی الفاظ کے ساتھ)، ۲۱۷۹/۱، صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۴۶، ۳۲۵۴، ۳۳۲۷۔

کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا، اور جنت میں کوئی کنوارا نہیں ہوگا‘‘۔

(ظاہر ہے کہ جب ہر مرد کی دو عورتیں ہوں گی اور کوئی کنوارا نہیں ہوگا تو عورتوں کی تعداد مردوں کی دوگنی ہوگئی اوراس طرح جنت میں عورتوں کی اکثریت ثابت ہوگئی)۔

۲۔جہنمیوں کی اکثریت:

(الف) یاجوج وماجوج:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو بلا کر فرمائے گا کہ وہ ہر ہزار میں سے نوسوننانوے (۹۹۹) کے حساب سے جہنم کا گروہ نکال لیں، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ آپ کی امت کا ایک شخص ہوگا اور قوم یاجوج وماجوج سے ایک ہزار ہوں گے [1]۔

(ب) عورتیں:

جہنمیوں میں اکثر عورتیں ہوں گی کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الِاسْتِغْفَارَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ: وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ‘‘ [2]۔

---

① اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے، صحیح بخاری مع فتح الباری: ۶/ ۳۸۲، صحیح مسلم: ۱/ ۲۰۱۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱/ ۴۰۵، حدیث: ۳۰۴، ومسلم: ۱/ ۸۶، حدیث: ۷۹۔

’’اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں تمہاری اکثریت دیکھی ہے، (یہ سن کر) ان میں سے ایک جرأتمند خاتون نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ جہنم میں اکثریت عورتوں کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (کیونکہ) تم عورتیں بہت زیادہ لعن طعن کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو‘‘۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اطَّلَعْتُ فِي الجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ“[1]۔

’’میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ جنتیوں کی اکثریت فقیر ومحتاج لوگ ہیں، اور جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ جہنمیوں کی اکثریت عورتیں ہیں‘‘۔

① صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۴۱، ۵۱۹۸، ۶۴۴۹، ۶۵۴۶۔

بارہواں مبحث:

جنت کے درجات اور جہنم کی کھائیاں

۱۔ جنت کے مراتب ودرجات:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء: ۹۵-۹۶]

''اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر جہاد کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں' اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے، اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ کیا ہے، لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔ اپنی طرف سے مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی، اور رحمت کی بھی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ﴾ [آل عمران:

[۱۶۲-۱۶۳]

''کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے درپے ہے، اس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو اللہ تعالی کی ناراضگی لے کر لوٹتا ہے؟ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔ اللہ عزوجل کے پاس ان کے الگ الگ درجے ہیں اور ان کے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ بخوبی دیکھ رہا ہے''۔

مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتۡ قُلُوبُهُمۡ وَإِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتُهُۥ زَادَتۡهُمۡ إِيمَٰنٗا وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَ ۝٢ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ ۝٣ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ حَقّٗاۚ لَّهُمۡ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ﴾ [الانفال:۲-۴]

''بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس بڑے درجے' مغفرت اور عزت کی روزی ہے''۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءَوْنَ

الكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الغَابِرَ[1] فِي الأُفُقِ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ"[2]۔

''بیشک جنتی لوگ بالا خانوں میں رہنے والوں کو باہم فرق مراتب کے سبب' ان کے اوپر سے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم مشرقی یا مغربی کنارہ میں ٹمٹماتے ہوئے روشن ستارے کو دیکھتے ہو، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو نبیوں کی منزلیں ہوں گی جہاں ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی''۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ: اقْرَأْ وَاصْعَدْ، فَيَقْرَأُ وَيَصْعَدُ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً، حَتَّى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ"[3]۔

''صاحب قرآن قیامت کے دن جب جنت میں داخل ہوگا تو اس سے کہا جائے گا:

---

① الغابر: اس ستارے کو کہتے ہیں جو ڈوبنے کے قریب ہو، اور آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۵/۳۲۰، حدیث: ۳۲۵۶ طبعہ دار السلام ریاض، وصحیح مسلم (الفاظ اسی کے ہیں) ۴/۲۱۷۷، حدیث: ۲۸۳۱۔

③ مسند احمد: ۳/۴۰۔

پڑھتا جا اور (جنت کے منازل) چڑھتا جا، چنانچہ وہ پڑھے گا اور ہر آیت پر ایک درجہ چڑھتا جائے گا، اسی طرح اسے جتنا یاد ہوگا اس کے اخیر تک پڑھے گا''۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا'' [1]۔

''صاحب قرآن سے کہا جائے گا: پڑھ اور (جنت کے منازل) چڑھ، اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کر جس طرح تو دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا، کیونکہ تیری منزل اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تو پڑھے گا''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ، وَأَعْلَى الجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ'' [2]۔

---

① سنن ترمذی، حدیث: ۳۰۹۳، ومسند احمد: ۲/ ۱۹۲، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ترمذی: ۳/ ۱۰، میں حسن قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۳/ ۴۰۴ و ۶/ ۱۱، حدیث: ۲۷۹۰، ۷۴۲۳۔

’’جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے، اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا جس سرزمین میں اس کی پیدائش ہوئی ہو اسی میں بیٹھا رہے، لوگوں (صحابہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو اس بات کی خبر نہ کر دیں؟ تو آپ نے فرمایا:

بیشک جنت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے، ہر دو درجہ کے درمیان کی دوری آسمان وزمین کی درمیانی مسافت کے مثل ہے، لہٰذا، جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنت کا درمیانی حصہ ہے اور جنت کا سب سے اونچا حصہ ہے، اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے، نیز جنت کی نہریں اسی سے پھوٹتی ہیں‘‘۔

جنت کے بلندترین درجات میں ایک درجہ ’’وسیلہ‘‘ بھی ہے، چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ“[1]۔

جب تم موذن کو (اذان کہتے ہوئے) سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے،

---

① صحیح مسلم: ۱/ ۲۸۸، حدیث: ۳۸۴۔

پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر میرے لئے اللہ سے ''وسیلہ'' مانگو، کیونکہ وہ جنت کا ایک ایسا مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی بندے کے لئے مناسب ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں، چنانچہ جو میرے لئے (اللہ سے) وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لئے شفاعت حلال ہوجائے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کا نام ''وسیلہ'' اس لئے ہے کہ وہ رحمن (اللہ عزوجل) کے عرش سے سب سے قریب ترین درجہ ہے اور وہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب درجہ ہے۔

۲۔ جہنم کی کھائیاں اور اس کی گہرائی:

جب کوئی چیز ایک دوسرے سے اوپر ہو تو اسے ''درج'' اور اگر ایک دوسرے سے نیچے ہو تو ''درک'' کہتے ہیں، چنانچہ جنت کے ''درجات'' (مراتب) ہوتے ہیں اور جہنم کے ''درکات'' (تہیں اور گہرائی) ہوتے ہیں، البتہ کبھی کبھار جہنم کی تہوں اور گہرائی کو بھی ''درجات'' کہا جاتا ہے[1]، جیسا کہ اللہ عزوجل نے جنتیوں اور جہنمیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا۟﴾[الانعام:۱۳۲]

''اور ہر ایک کے اپنے کرتوت کے مطابق درجات ہیں''۔

نیز منافقین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ﴾[النساء:۱۴۵]

---

① دیکھئے: التخویف من النار والتعریف بحال دار البوار، لابن رجب، ص ۶۹۔

''بیشک منافقین جہنم کی سب سے نچلی تہ میں ہوں گے''۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا دو فرشتے انہیں اٹھا کر جہنم کی طرف لے گئے ہیں، اور کنوے کے منڈیر کی طرح جہنم کے منہ پر منڈیر بنی ہوئی ہے، اور اس کی دو سینگیں ہیں، فرماتے ہیں کہ اس میں کچھ ایسے بھی لوگ تھے جنھیں میں نے پہچان لیا، اور کہنے لگا: ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ'' میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، فرماتے ہیں کہ پھر ایک دوسرے فرشتے سے ہماری ملاقات ہوئی، تو اس نے کہا: گھبراؤ مت، فرماتے ہیں کہ: میں نے اس خواب کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ''۔

عبد اللہ کیا خوب آدمی ہیں اگر رات میں کچھ نمازیں پڑھا کریں۔ چنانچہ اس کے بعد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت کم ہی سویا کرتے تھے[1]۔

عتبہ بن غزوان رضی اللہ سے روایت ہے، وہ جہنم کی (اتھاہ) گہرائی سے متعلق فرماتے ہیں: ''...ہم سے بیان کیا گیا کہ جہنم کے منہ سے پتھر پھینکا جاتا ہے اور وہ اس میں ستر سالوں تک جاتا رہتا ہے، لیکن تب بھی اس کی تہ تک نہیں پہنچتا اس کے باوجود اللہ کی قسم! یقیناً یہ جہنم بھی بھر جائے گی، کیا تمہیں تعجب ہے!!''[2]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

① صحیح بخاری، حدیث: ۱۱۲۱، ومسلم، حدیث: ۲۴۷۹۔

② صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، حدیث: ۲۹۶۷۔

پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک کھٹک کی آواز سنائی پڑی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا، فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ، حَتَّى انْتَهى إِلَى قَعْرِهَا"[1]۔

''یہ ایک پتھر ہے جسے (آج سے) ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا وہ ابتک جہنم کی گہرائیوں میں جا رہا تھا یہاں تک کہ اب اس کی تہ میں پہنچا''۔

① صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۴، حدیث: ۲۸۴۴۔

تیرہواں مبحث:

سب سے معمولی درجہ کا جنتی اور سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا جہنمی

ا۔سب سے معمولی درجہ کا جنتی:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلْ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ "، قَالَ: " فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلْ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا - أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنْيَا - "، قَالَ: " فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِي - أَوْ أَتَضْحَكُ بِي - وَأَنْتَ الْمَلِكُ؟ "، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، قَالَ: " فَكَانَ يُقَالُ: ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً“[1]۔

”میں سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے شخص کو جانتا ہوں، وہ ایک ایسا آدمی ہوگا جو سرین کے بل گھسٹ کر جہنم

---

① صحیح بخاری: ۱۱/ ۴۱۸، حدیث: ۶۵۷۱ و ۱۳/ ۴۷۴، حدیث: ۷۵۱۱ و صحیح مسلم: ۱/ ۱۳۷، حدیث: ۱۸۶۔

سے نکلے گا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، وہ جنت کے پاس آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھر چکی ہے، وہ واپس جا کر اللہ سے کہے گا: اے رب! میں نے اسے بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، فرماتے ہیں کہ وہ پھر آئے گا اور اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ دوبارہ واپس ہوگا اور کہے گا: اے پروردگار! میں نے اسے بھرا ہوا پایا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، کیونکہ تیرے لئے دنیا اور اس سے دس گنا زیادہ نعمتیں ہیں، یا تیرے لئے دنیا کی دس گنا نعمتیں ہیں، فرماتے ہیں: تو وہ شخص کہے گا: (اے اللہ!) کیا تو بادشاہ ہوکر مجھ سے مذاق کرتا ہے، یا مجھ سے ہنسی کرتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ (اتنا زور سے) ہنسے کہ آپ کے داڑھ کے دانت ظاہر ہوگئے، فرماتے ہیں کہ اسی کو کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے معمولی درجہ کا جنتی ہوگا۔

عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی حدیث میں درخت والے کا قصہ مذکور ہے جو سب سے معمولی درجہ کا جنتی ہوگا، اس میں ہے:

”وَيُذَكِّرُهُ اللهُ، سَلْ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ، قَالَ اللهُ: هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ "، قَالَ: " ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، فَتَقُولَانِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا، وَأَحْيَانَا لَكَ "، قَالَ: " فَيَقُولُ: مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيتُ“[1]۔

---

① صحیح مسلم: ۱/ ۱۷۴-۱۷۵، حدیث: ۱۸۷-۱۸۸۔

’’کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا، کہ یہ مانگ لے، یہ مانگ لے، جب (مانگ مانگ کر) اس کی ساری آرزوئیں ختم ہوجائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لئے یہ اور اس کی دس گنا نعمتیں ہیں، پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوگا اور حور عین میں سے اس کی دونوں بیویاں بھی داخل ہوں گی، اور اس سے کہیں گی: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں ہمارے لئے زندگی عطا فرمائی اور ہمیں تمہارے لئے زندگی عطا فرمائی، تو وہ کہے گا: جتنی نعمتیں مجھے عطا کی گئی ہیں اتنی اور کسی کو بھی عطا نہیں کی گئیں‘‘۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

’’سَأَلَ مُوسَى رَبَّهُ، مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً، قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ، وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ [1]، فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيَقُولُ: لَكَ ذَلِكَ، وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ، فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيَقُولُ: هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ، فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ...‘‘ الحديث [2]۔

’’موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ سب سے معمولی درجہ کا جنتی کون ہوگا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا: وہ ایک آدمی ہوگا جو جنتیوں کے جنت میں داخل کئے جانے کے بعد آئے گا، تو اس سے کہا جائے گا کہ جا جنت میں داخل ہوجا، تو وہ

---

① ’’أخذوا أخذاتھم‘‘ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو عزت وتکریم اور نعمتیں عطا فرمائے گا وہ مراد ہے۔

② صحیح مسلم: ۱/۱۷۶، حدیث: ۱۸۹۔

کہے گا: اے رب! کیسے داخل ہوں جب کہ لوگ اپنی جگہیں لے چکے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں؟ تو اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو اس بات سے خوش ہوگا کہ تیرے لئے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی ایک بادشاہ کی بادشاہت کے برابر نعمتیں ہوں؟ تو وہ کہے گا: اے پروردگار! میں خوش ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لئے وہ اور اس کے مثل، اور اس کے مثل، اور اس کے مثل نعمتیں ہیں، پانچویں مرتبہ وہ کہے گا کہ اے رب میں خوش ہوگیا، تو اللہ اس سے فرمائے گا: تیرے لئے یہ اور اس کی دس گنا نعمتیں ہیں نیز تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جو تیری خواہش ہو اور جس سے تیری آنکھ کو لذت ملے' تو وہ کہے گا: اے رب! میں خوش ہوگیا...'' حدیث لمبی ہے۔

۲۔ جہنمیوں میں سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص، جہنم کی گرمی کی شدت اور جہنمیوں کا عذاب میں کم وبیش ہونا:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ رَجُلٌ، عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي المِرْجَلُ وَالقُمْقُمُ''[1][2] ۔

① ''مرجل'' تانبے کی ہانڈی کو کہا جاتا ہے، اور ''القمقم'' عطر فروشوں کا ایک برتن ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ تانبہ سے بنا ہوا تنگ منہ کا ایک برتن ہے جس میں پانی کو جوش دیا جاتا ہے، نیز عام طور پر ہر قسم کے برتن کو ''مرجل'' کہا جاتا ہے جس میں پانی گرم کیا جائے، خواہ کسی بھی دھات کا ہو، دیکھئے: فتح الباری، ۱۱/ ۴۳۰-۴۳۱۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۱/ ۴۱۷، حدیث: ۶۵۶۱ و ۶۵۶۲، وصحیح مسلم: ۱/ ۱۹۶، حدیث: ۲۱۳۔

''بیشک قیامت کے روز سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص وہ ہوگا جس کے پیروں کے تلوے تلے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہوگا جس طرح تانبے کی (تنگ منہ کی) ہانڈی کھولتی ہے''۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

''مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا''[1]۔

''اسے محسوس ہوگا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا کوئی نہیں ہے، حالانکہ وہ سب سے معمولی عذاب میں مبتلا ہوگا''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

''نَارُكُمْ هَذِهِ الَّتِي يُوقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا، مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ، قَالُوا: وَاللهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً، يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا، كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا''[2]۔

''تمہاری یہ آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے، جہنم کی گرمی کا سترواں حصہ ہے، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کی قسم یہی کافی ہے، اللہ کے رسول نے فرمایا: جہنم کی آگ کو دنیا کی آگ پر انہتر گنا بڑھایا گیا ہے اور ہر گنا کی گرمی جہنم کی آگ کی گرمی کے مثل ہے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

① صحیح مسلم: ۱/ ۱۹۶، حدیث: ۲۱۳۔

② صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۴، حدیث: ۲۸۴۳۔

”اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا، فَقَالَتْ: يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ، فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ“[1]۔

”جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اور کہا: اے پروردگار! میرے بعض حصہ نے بعض کو کھالیا، تو اللہ نے اسے دو سانسوں کی اجازت عطا فرمائی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، چنانچہ جو تم سخت گرمی پاتے ہو اور جو سخت سردی پاتے ہو وہ اسی وجہ سے ہوا کرتی ہے“۔

شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا“[2]۔

”اس (قیامت کے) دن جہنم کو لایا جائے گا، اس میں ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے“۔

سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ انھوں نے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى

---

① صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۶۰ و صحیح مسلم: ۱/ ۴۳۱، حدیث: ۶۱۷ ”زمہریر“ سخت ٹھنڈک کو کہتے ہیں۔

② صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۴، حدیث: ۲۸۴۲۔

رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْزَتِهِ [1] **، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ** [2] **"** [3] ۔

"ان میں سے کسی کو جہنم ٹخنے تک پکڑے گی اور کسی کو گھٹنے تک پکڑے گی اور کسی کو اس کی کمر تک پکڑے گی، اور کسی کو اس کے گلے تک پکڑے گی"۔

یہ حدیث عذاب جہنم میں جہنمیوں کے مختلف اور کم وبیش ہونے کی واضح دلیل ہے، ہم جہنم اور اس سے قریب کرنے والے ہر قول وفعل سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں [4] ۔

---

① "حجزۃ" (کمر میں) ازار اور شلوار وغیرہ باندھنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔

② "ترقوۃ" اس ہڈی کو کہتے ہیں جو سینے کے بالائی حصہ اور کندھے کے درمیان ہوتی ہے۔

③ صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۵، حدیث: ۲۸۴۵۔

④ صحیح مسلم بشرح اُبی: ۹/ ۲۸۷۔

چودھواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کا لباس

۱۔جنتیوں کا لباس:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝٣٠ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ جَنَّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهِمُ ٱلْأَنْهَٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ ۚ نِعْمَ ٱلثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾ [الکھف:۳۰-۳۱]

''یقینا جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ان کے لئے ہمیشگی والی جنتیں ہیں، ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، وہاں یہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے نرم و باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے، کیا خوب بدلہ ہے اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے''۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿عَٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوٓا۟ أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَىٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا﴾ [الدھر:۲۱]

''ان کے جسموں پر سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی

کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا' اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُدۡخِلُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيهَا مِنۡ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٖ وَلُؤۡلُؤٗاۖ وَلِبَاسُهُمۡ فِيهَا حَرِيرٞ﴾[الحج:۲۳]

''بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے درختوں تلے سے نہریں جاری ہوں گی' جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی، وہاں ان کا لباس خالص ریشم ہوگا''۔

مزید ارشاد باری ہے:

﴿جَنَّٰتُ عَدۡنٖ يَدۡخُلُونَهَا يُحَلَّوۡنَ فِيهَا مِنۡ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٖ وَلُؤۡلُؤٗاۖ وَلِبَاسُهُمۡ فِيهَا حَرِيرٞ﴾[الفاطر:۳۳]

''وہ باغات میں ہمیشہ ہمیش رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے، سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے، اور وہاں ان کا لباس ریشم ہوگا''۔

استبرق: دبیز ریشم اور عمدہ ترین ریشم کو کہتے ہیں [1]۔

اور کہا گیا ہے کہ ''استبرق'' موٹے ریشمی لباس' یا سونے سے تیار کردہ لباس' یا دیباج کی مانند ریشمی استر کو کہتے ہیں [2]۔

---

① النہایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر: ۱/ ۴۷۔

② القاموس المحیط، ص ۱۱۲۰۔

دیباج: عمدہ قسم کے ریشم سے بنائے گئے کپڑوں کو کہا جاتا ہے[1]۔

سندس: ایک قسم کے باریک ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں[2]۔

درۃ: بڑے موتی کو کہتے ہیں[3]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیل (محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ"[4]۔

''مومن کی زینت (زیور) وہاں تک پہنچتی ہے جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے''۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ كَأَنَّ وُجُوهَهُمْ ضَوْءُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلَى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ، عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ لُحُومِهِمَا وَحُلَلِهِمَا كَمَا يُرَى الشَّرَابُ الْأَحْمَرُ فِي الزُّجَاجَةِ الْبَيْضَاءِ"[5].

---

[1] النہایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر: ۲/۹۶۔ [2] القاموس المحیط، ص ۷۱۰۔

[3] ''الدُرۃ'' (دال کے پیش کے ساتھ) بڑے موتی کو کہتے ہیں اور ''الدِرۃ'' (دال کے زیر کے ساتھ) کوڑے کو کہتے ہیں جس سے ضرب لگائی جاتی ہے، اور ''دُرّی'' کے معنیٰ روشن کے ہیں، کہا جاتا ہے ''دُرّی السیف'' یعنی تلوار کی چمک۔ القاموس المحیط، ص ۵۰۰ والمعجم الوسیط: ۱/۲۷۹۔

[4] صحیح مسلم: ۱/۲۱۹، حدیث: ۲۵۰۔

[5] اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے، امام ابن القیم اپنی کتاب حادی الارواح (ص ۲۱۵) میں فرماتے ہیں: یہ سند صحیح کی شرط پر ہے، امام ہیثمی مجمع الزوائد: ۱۰/۴۱۱ میں فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ کی سند صحیح ہے۔

''سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر ان کے بعد جو داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے روشن ستارے کے رنگ کی طرح ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کے لئے حور عین میں سے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی ستر جوڑے زیب تن کئے ہوگی' اس کی پنڈلی کا گودا اس کے گوشت اور کپڑوں کے پیچھے سے اسی طرح نظر آئے گا جس طرح سفید شیشی میں سرخ شراب نظر آتا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ ریشم لایا گیا، صحابۂ کرام اس کی نرمی اور ملائمت پر تعجب کرنے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''أَتَعْجَبُونَ مِنْ هذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا''①۔

''تم لوگ اس معمولی ریشم کو دیکھ کر تعجب کر رہے ہو' جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے کہیں بہتر ہیں''۔

۲۔جہنمیوں کا لباس:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنمیوں۔اللہ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے۔کا لباس بیان فرمایا ہے، وہ یہ ہے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ ٱخْتَصَمُوا۟ فِى رَبِّهِمْ ۖ فَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ قُطِّعَتْ لَهُمْ

① صحیح بخاری، حدیث:۳۲۴۹ و صحیح مسلم، ۴/۱۹۱۶، حدیث:۲۴۶۸-۲۴۶۹۔

ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ ٱلْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِۦ مَا فِى بُطُونِهِمْ وَٱلْجُلُودُ﴾ [الحج:١٩-٢٠]

''یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں، پس کافروں کے لئے تو آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے' اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔ جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَتَرَى ٱلْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِى ٱلْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ﴾ [الابراہیم:۴۹-۵۰]

''آپ اس دن گناہ گاروں کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں ملے جلے ایک جگہ جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ نے ڈھانپ رکھا ہوگا''۔

﴿قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کپڑے کے طور پر جہنم کی آگ کے ٹکڑے دیئے جائیں گے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وہ تانبے کا لباس ہوگا جو تپائے جانے پر سب سے زیادہ گرم ہوتا ہے۔

﴿يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ ٱلْحَمِيمُ﴾

حمیم: حد درجہ گرم اور کھولتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ پگھلایا ہوا تانبا ہوگا جو ان کے پیٹ کی چربی اور

آنتوں کو پگھلا دے گا، اور ان کی کھالیں پگھل کر گرنے لگیں گی‘‘[1]۔

﴿مُّقَرَّنِينَ فِى ٱلۡأَصۡفَادِ﴾ یعنی باہم بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے‘ ان میں سے ہم شکل وہم صفت لوگوں کو اکٹھا کیا گیا ہوگا[2]۔

سَرَابِيلُهُم: یعنی ان کے کپڑے جنھیں وہ پہنیں گے گرم پگھلے ہوئے تانبے کے ہوں گے‘ **قطران:** اس مادے کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کی طلائی کی جاتی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ’’**قطران:** پگھلے ہوئے گرم تانبے کو کہتے ہیں‘‘[3]۔

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ " وَقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ“[4]

’’میری امت میں چار چیزیں جاہلیت کی ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑ سکتے: حسب اور خاندانی شرافت پر فخر، نسب میں طعنہ زنی، ستاروں سے بارش کی طلب اور نوحہ خوانی، نیز آپ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر پگھلے تانبے کی قمیص اور خارش کا پوشاک ہوگا‘‘۔

❁ ❁ ❁

---

① دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۲۱۳، ۴/ ۴۲، ۴۶۵ و تفسیر البغوی: ۴/ ۶۷-۴۳۸۔

② دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۵۴۵۔ ③ دیکھئے: مصدر سابق: ۲/ ۵۴۶۔

④ صحیح مسلم: ۲/ ۶۴۴، حدیث: ۹۳۴۔

پندرہواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کے بستر

ا-جنتیوں -اللہ ہمیں انہی میں شامل فرمائے- کے بستر:

اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍۚ وَجَنَى ٱلْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ [الرحمن: ۵۴]

''جنتی ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے، اوران دونوں جنتوں کے میوے بالکل قریب ہوں گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ [الواقعہ: ۳۴]

''اور اونچے اونچے فرشوں میں ہوں گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ﴾ [الرحمن: ۷۶]

''سبز مسندوں اور عمدہ فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ﴾ [الغاشیۃ: ۱۳-۱۶]

''اس (جنت) میں اونچے اونچے تخت ہوں گے۔ اور آبخورے رکھے ہوئے ہوں

گے۔ اور ایک قطار میں لگے ہوئے تکیے ہوں گے۔ اور مخملی مسندیں پھیلی پڑی ہوں گی''۔

نمارق: کے معنیٰ تکیے کے ہیں[1]۔

عبقری: ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنیٰ فرش اور بستر کے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ جو بھی بستر ہوں گے عبقری (عمدہ) ہوں گے، اور عبقری ہر اس چیز کا نام یا وصف ہے جس کی خوبی میں مبالغہ کرنا مقصود ہو[2]۔

زرابی: گدّے، غالیچے اور بسترے کو کہتے ہیں۔

رفرف: کہا گیا ہے کے اس کے معنیٰ تکیے کے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بیڈ شیٹ ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنیٰ بسترے کے جھالر کے ہیں[3]۔

۲۔ جہنمیوں کے اوڑھنے اور بچھونے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَٱسۡتَكۡبَرُواْ عَنۡهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ أَبۡوَٰبُ ٱلسَّمَآءِ وَلَا يَدۡخُلُونَ ٱلۡجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ ٱلۡجَمَلُ فِي سَمِّ ٱلۡخِيَاطِۚ وَكَذَٰلِكَ نَجۡزِي ٱلۡمُجۡرِمِينَ ۝٤٠ لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٞ وَمِن فَوۡقِهِمۡ غَوَاشٖۚ وَكَذَٰلِكَ نَجۡزِي ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [الاعراف: ۴۰-۴۱]

---

① تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۵۰۴، حادی الارواح لابن القیم ص ۲۲۰۔

② حادی الارواح لابن القیم ص ۲۲۱ تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۲۸۱۔

③ حادی الارواح لابن القیم ص ۲۲۰ تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۲۸۱۔

''جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ لوگ جنت میں بھی نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ چلا جائے' اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ ان کے لئے جہنم کی آگ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا، اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں''۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ﴾ [الزمر:١٦]

''ان کے اوپر سے بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی سائبان ہوں گے، یہی عذاب ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے' اے میرے بندو! لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہو''۔

﴿لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ﴾ یعنی جہنم کی آگ کے بچھونے [1]۔

﴿وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ یعنی آگ ہی کے اوڑھنے [2]۔

﴿لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ﴾ یعنی عظیم بادل کی طرح عذاب کے ٹکڑے، آگ کے طبق' دھواں' شعلے اور ان کے اوپر اور نیچے سے گرم آگ ہوگی [3]۔

---

① تفسیر ابن کثیر، ۲/۲۱۵، تفسیر البغوی، ۲/۱۶۰۔

② دیکھئے: سابقہ دونوں مصادر، ۲/۲۱۵، ۲/۱۶۰۔

③ تفسیر البغوی، ۴/۷۴، ایسر التفاسیر للجزائری، ۴/۳۴، تیسیر الکریم الرحمن للسعدی، ۶/۴۵۷۔

سولھواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کا کھانا

ا۔جنتیوں کا کھانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ٱدۡخُلُواْ ٱلۡجَنَّةَ أَنتُمۡ وَأَزۡوَٰجُكُمۡ تُحۡبَرُونَ ۝٧٠ يُطَافُ عَلَيۡهِم بِصِحَافٖ مِّن ذَهَبٖ وَأَكۡوَابٖۖ وَفِيهَا مَا تَشۡتَهِيهِ ٱلۡأَنفُسُ وَتَلَذُّ ٱلۡأَعۡيُنُۖ وَأَنتُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝٧١ وَتِلۡكَ ٱلۡجَنَّةُ ٱلَّتِيٓ أُورِثۡتُمُوهَا بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ۝٧٢ لَكُمۡ فِيهَا فَٰكِهَةٞ كَثِيرَةٞ مِّنۡهَا تَأۡكُلُونَ﴾[الزخرف:۷۰-۷۳]

''تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش جنت میں چلے جاؤ۔ ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیوں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا، ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں' سب وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہوگے۔ یہی وہ بہشت ہے کہ تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث بنائے گئے ہو۔ یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہوگے''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ ٱلۡمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٖ وَنَعِيمٖ ۝١٧ فَٰكِهِينَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمۡ رَبُّهُمۡ وَوَقَىٰهُمۡ رَبُّهُمۡ عَذَابَ ٱلۡجَحِيمِ ۝١٨ كُلُواْ وَٱشۡرَبُواْ هَنِيٓـَٔۢا بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ۝١٩

مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصۡفُوفَةٍۖ وَزَوَّجۡنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝٢٠ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَٱتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَآ أَلَتۡنَٰهُم مِّنۡ عَمَلِهِم مِّن شَيۡءٖۚ كُلُّ ٱمۡرِيِٕۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٞ ۝٢١ وَأَمۡدَدۡنَٰهُم بِفَٰكِهَةٖ وَلَحۡمٖ مِّمَّا يَشۡتَهُونَ ۝٢٢ يَتَنَٰزَعُونَ فِيهَا كَأۡسٗا لَّا لَغۡوٞ فِيهَا وَلَا تَأۡثِيمٞ ﴾ [الطور:۱۷-۲۳]

’’یقینا پرہیز گار لوگ جنتوں میں اور نعمتوں میں ہیں۔ جو انہیں ان کے رب نے دے رکھی ہے اس پر خوش خوش ہیں، اور ان کے پروردگار نے انہیں جہنم کے عذاب سے بھی بچالیا ہے۔ تم مزے سے کھاتے پیتے رہو ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔ برابر بچھے ہوئے شاندار تکیے لگائے ہوئے، اور ہم نے ان کے نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی (حوروں) سے کردیئے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے اپنے عمل کا گروی ہے۔ ہم ان کے لئے میوے اور مرغوب گوشت کی ریل پیل کردیں گے۔ (خوش طبعی کے ساتھ) ایک دوسرے سے جام کی چھینا جھپٹی کریں گے، جس شراب کے سرور میں کوئی بیہودہ گوئی ہوگی نہ گناہ‘‘۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ وَفَٰكِهَةٖ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝٢٠ وَلَحۡمِ طَيۡرٖ مِّمَّا يَشۡتَهُونَ ﴾ [الواقعہ:۲۰-۲۱]

’’اور ایسے میوے لئے ہوئے جو ان کی پسند کے ہوں۔ اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں‘‘۔

مزید ارشاد ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ﴿١٩﴾ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ [الحاقۃ:۱۸-۲۴]

''اس دن تم سب سامنے پیش کئے جاؤ گے، تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔ سو جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ مجھے تو کامل یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔ پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) مزے سے کھاؤ اور پیو، اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانہ میں کئے''۔

۲۔ جہنمیوں کا کھانا:

(الف) زقوم کا کھانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ﴾ [الواقعہ:۵۱-۵۶]

''پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔ یقیناً تھوہڑ کا درخت کھانے والے ہو۔ اور اسی سے

پیٹ بھرنے والے ہو۔ پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو۔ پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح۔ یہی قیامت کے دن ان کی مہمانی ہے''۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ شَجَرَتَ ٱلزَّقُّومِ ۝٤٣ طَعَامُ ٱلۡأَثِيمِ ۝٤٤ كَٱلۡمُهۡلِ يَغۡلِي فِي ٱلۡبُطُونِ ۝٤٥ كَغَلۡيِ ٱلۡحَمِيمِ﴾ [الدخان: ۴۳-۴۶]

''بیشک زقوم (تھوہڑ) کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ مثل تیز گرم پانی کے''۔

زقوم: یہ ایک گھناؤنے مزے کا بدبودار درخت ہے جس کے کھانے پر جہنمیوں کو مجبور کیا جائے گا، چنانچہ وہ اسے انتہائی کراہت سے نگلیں گے، اسی لفظ سے اہل عرب کہتے ہیں: ''... **تزقم الطعام**'' یعنی (فلاں) نے انتہائی پریشانی' ناپسندیدگی اور کراہت سے کھانا حلق سے نیچے اتارا[1]۔

طَعَامُ ٱلۡأَثِيمِ: یعنی بدکار گنہ گار کا کھانا[2]۔

﴿كَٱلۡمُهۡلِ يَغۡلِي فِي ٱلۡبُطُونِ﴾ یعنی تیل کے تلچھٹ کی طرح جو سخت گرم کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارے گا[3]۔

---

① تفسیر البغوی: ۴/ ۱۵۴۔

② تفسیر البغوی: ۴/ ۱۴۶، ۱۵۶۔

③ مصدر سابق: ۴/ ۱۵۴، تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۱۴۶۔

(ب) غسلین کا کھانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ﴾ [الحاقۃ:۳۵-۳۷]

''پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے۔ اور نہ سوائے غسلین کے اس کی کوئی غذا ہے۔ جسے گنہ گاروں کے سوا کوئی نہ کھائے گا''۔

غِسْلِينٍ : جہنمیوں کے جسموں کے دھوون (خون' پیپ اور بدبودار پانی وغیرہ) کو کہتے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ جہنمیوں کا پیپ ہے گویا کہ ان کے زخموں کا دھوون ہو، نیز کہا گیا ہے کہ (غسلین) جہنمیوں کے گوشت سے بہنے والے پانی اور خون کو کہتے ہیں [1]۔

(ج) طعام ذا غصۃ (اٹکنے والا کھانا):

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا ﴿١٢﴾ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا﴾ [المزمل: ۱۲-۱۳]

''یقیناً ہمارے یہاں سخت بیڑیاں ہیں اور سلگتی ہوئی جہنم ہے۔ اور حلق میں اٹکنے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے''۔

ذا غصۃ (اٹکنے والا): یعنی وہ کھانا حلق میں جا کر اس طرح پھنس جائے گا کہ نہ اندر جائے گا نہ باہر نکلے گا، اور کہا گیا ہے کہ یہ زقوم (بدبودار درخت) اور ضریع (خاردار درخت)

---

① غریب القرآن للاصفہانی ص ۳۶۱، تفسیر البغوی، ۴/۳۹۰، تفسیر ابن کثیر، ۴/۴۱۷۔

ہوگا[1]۔

(د) طعام الضریع (کانٹے دار درخت کا کھانا):

ارشاد باری ہے:

﴿لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ۝٦ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ﴾ [الغاشیہ:۶-۷]

''ان کے لئے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا۔ جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا''۔

ضریع: کہا گیا ہے کہ ضریع ایک کانٹے دار پودا ہے جسے قریش والے ''شبرق'' کہتے تھے، اور جب یہ خشک ہوجاتا ہے تو اسے ضریع کہا جاتا ہے، یہ انتہائی گندہ، بدبودار اور گھناؤنا کھانا ہوگا[2]۔

---

① تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۳۸، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۱۰۔

② دیکھئے: غریب القرآن للاصفہانی ص ۲۹۰، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۷۸۔

سترھواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کا پینا

ا۔جنتیوں کا پینا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ ٱللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا﴾ [الدھر:۵-۶]

''بیشک نیک لوگ وہ جام پئیں گے جس کی آمیزش کافور کی ہے۔ جو ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے نیک بندے پئیں گے، اسے جہاں چاہیں گے موڑ لیں گے''۔

فرمان باری: ﴿يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ جنتی ایک ایسے آبخورے کا جام نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

اور یہ چیز معلوم ہے کہ کافور میں نہایت پاکیزہ خوشبو اور ٹھنڈک ہوتی ہے، ساتھ ساتھ اس پر جنت کی لذت دوبالا ہوگی[1]۔

اور کہا گیا ہے کہ اس میں کافور کی آمیزش اور مشک کی مہر ہوگی[2]۔

﴿يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے اپنے محلوں اور نشست گاہوں میں جہاں چاہیں گے لے جائیں گے اور حسب منشا اس میں تصرف کریں گے[3]۔

---

① تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۵۵۔

② تفسیر البغوی: ۴/ ۴۲۷۔

③ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۵۵، تفسیر البغوی: ۴/ ۴۲۸۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا﴾ [الدھر: ۱۵-۱۸]

''اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے۔ شیشے بھی چاندی کے جن کو (ساقی نے) اندازہ سے ناپ رکھا ہوگا۔ انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل کی ہوگی۔ جنت کی ایک نہر سے جس کا نام سلسبیل ہے''۔

﴿وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا﴾ یعنی ان پیالوں میں وہ زنجبیل (سونٹھ، خشک ادرک) کی آمیزش والی شراب نوش کریں گے، چنانچہ کبھی ان کی شراب میں کافور کی آمیزش ہوگی جو ٹھنڈا ہوگا اور کبھی زنجبیل (ادرک) کی آمیزش ہوگی جو کہ گرم ہوگا۔

﴿عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا﴾ سلسبیل جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے جو ان کے تابع ہوگا وہ اسے حسب منشا جہاں چاہیں گے لے جائیں گے[1]۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ﴾ [المطففین: ۲۵-۲۸]

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۴/۴۵۷، تفسیر البغوی، ۴/۴۳۲۔

’’یہ لوگ سر بمہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔جس پر مشک کی مہر ہوگی‘ سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیئے۔اور اس کی آمیزش تسنیم کی ہوگی۔ یعنی وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ ہی پئیں گے‘‘۔

الرحیق: یعنی وہ جنت کی ایک شراب نوش کریں گے، رحیق: ایک جنتی شراب کا نام ہے۔ ’’خِتَامُهُۥ مِسْكٌ‘‘ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس میں مشک کی آمیزش ہوگی۔ ’’خِتَامُهُۥ‘‘ کا معنیٰ یہ ہے کہ اس شراب کا آخری مزہ اور انجام مشک ہوگا، اور کہا گیا ہے کہ **’’ختام‘‘** چاندی کے مثل ایک سفید شراب ہوگی جسے جنتی سب سے اخیر میں نوش کریں گے [1]۔

﴿وَمِزَاجُهُۥ مِن تَسْنِيمٍ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ اس ’’رحیق‘‘ میں ’’تسنیم‘‘ کی آمیزش ہوگی یعنی ایک ایسی شراب کی آمیزش ہوگی جسے ’’تسنیم‘‘ کہا جاتا ہے، جنت میں سب سے عمدہ‘ افضل اور اعلیٰ قسم کی شراب ہوگی، اسی لئے اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا ٱلْمُقَرَّبُونَ﴾ یعنی ’’مقربین‘‘ (سب سے بلند مقام جنتی) خالص تسنیم نوش کریں گے، جبکہ ’’اصحاب الیمین‘‘ (دوسرے بلند مرتبہ کے جنتیوں) کی شراب میں تسنیم کی محض آمیزش ہوگی [2]۔

جنت کی نہریں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَّثَلُ ٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِي وُعِدَ ٱلْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن

---

1. تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۸۷، ۴۸۸، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۶۱۔
2. تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۸۸، تفسیر البغوی: ۴/ ۴۶۲۔

﴿كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ﴾ [محمد:۱۵]

''اس جنت کی صفت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے' یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں' اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلا، اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے''۔

﴿مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ﴾ یعنی ایسا پانی جس کی لذت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہوگی [1]۔

اور حوض کوثر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی جائے گی (اس سلسلہ میں) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ المِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ أَبَدًا'' [2]۔

''میرا حوض ایک ماہ کی مسافت کے برابر (بڑا) ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کے آبخورے (پیالے) آسمان کے تاروں کے برابر ہیں، جو اس میں سے (ایک مرتبہ) نوش کر لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی''۔

اس (حوض نبوی) کی لمبائی و چوڑائی دونوں برابر ہوگی، یعنی اس کی لمبائی ایک ماہ کی

---

① تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۱۷۷، التفسیر البغوی: ۴/ ۱۸۱۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۱/ ۴۶۳، حدیث: ۶۵۷۹، صحیح مسلم: ۴/ ۱۷۹۳، حدیث: ۲۲۹۲۔

مسافت اور اسی طرح اس کی چوڑائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہوگی [1]۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان کی معراج ہوئی تو آپ نے فرمایا:

”أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ، حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الكَوْثَرُ“[2]

”میں ایک نہر کے پاس آیا جس کے دونوں کنارے جوف دار موتی کے قبے تھے، تو میں نے کہا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ (حوض) کوثر ہے“۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

”بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ المُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِينُهُ - أَوْ طِيبُهُ - مِسْكٌ أَذْفَرُ“[3]۔

”میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ یکا یک ایک ایسی نہر کے پاس آیا جس کے دونوں کنارے جوف دار موتی کے قبے تھے، تو میں نے کہا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ وہ حوض کوثر جسے آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا ہے، میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی یا اس کی خوشبو پھوٹتا ہوا (تیز خوشبو والا) مشک تھا“۔

---

[1] دیکھئے: شرح العقیدۃ الواسطیہ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ، از مولف کتاب ہذا، ص ۶۴۔

[2] صحیح بخاری، حدیث: ۴۹۶۴۔

[3] صحیح بخاری، حدیث: ۶۵۸۱۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ﴾ [الکوثر]

’’یقینا ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ یقینا آپ کا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے‘‘۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

’’لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الحَوْضَ‘‘۔

میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ میرے پاس میرے حوض پر آئیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے:

’’أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي‘‘ [1]۔

’’میرے پاس کچھ لوگ ایسے آئیں گے جنھیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی، تو میں کہوں گا: یہ میرے امتی ہیں، تو کہا جائے گا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کون کون سی بدعتیں ایجاد کر لی تھیں‘‘ تو میں کہوں گا: ایسے لوگوں کو مجھ

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ۷/ ۲۶۲ تا ۲۶۶، حدیث: ۶۵۸۳، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصفاتہ: ۴/ ۱۷۹۲ تا ۱۸۰۲۔

سے دور ہٹاؤ جنھوں نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلیاں کر لی تھیں‘‘۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ’’سحقاً‘‘ کے معنیٰ دوری کے ہیں۔

۲۔جہنمیوں کا پینا: (اللہ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے)

(الف) الحمیم:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَسُقُوا۟ مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ﴾ [محمد:۱۵]

’’انہیں (جہنمیوں کو) انتہائی گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا‘‘۔

حمیم: یعنی نا قابل برداشت سخت گرم پانی ہوگا، جو ان کے پیٹ کی آنتوں اور اس میں جو کچھ ہوگا تمام چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا[1]۔

ارشاد باری ہے:

﴿يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ ٱلْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِۦ مَا فِى بُطُونِهِمْ وَٱلْجُلُودُ﴾ [الحج:۱۹-۲۰]

’’ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی‘‘۔

(ب) صدید: (جہنمیوں کا خون اور پیپ)

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

---

① تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۱۶۷، زیر نظر کتاب کا ص: (۱۴۹) ملاحظہ کریں۔

﴿وَٱسۡتَفۡتَحُواْ وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۞ مِّن وَرَآئِهِۦ جَهَنَّمُ وَيُسۡقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ۞ يَتَجَرَّعُهُۥ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُۥ وَيَأۡتِيهِ ٱلۡمَوۡتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَآئِهِۦ عَذَابٌ غَلِيظٌ﴾ [الابراہیم: ۱۵-۱۷]

''اور انھوں نے فیصلہ طلب کیا اور تمام سرکش ضدی لوگ نامراد ہو گئے۔ اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پائے گا پھر بھی اسے گلے سے اتار نہ سکے گا اور اسے ہر جگہ سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن وہ مرنے والا نہیں' پھر اس کے پیچھے بھی سخت عذاب ہے''۔

صدید: کہا گیا ہے کہ کافروں کے جسم اور پیٹ سے نکل کر بہنے والے خون اور پیپ کو صدید کہا جاتا ہے[1]۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ، أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ''[2]۔

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے، نشہ آور چیز نوش کرنے والے پر اللہ عزوجل کا یہ وعدہ ہے کہ

---

① تفسیر ابن کثیر، ۲/۵۳۷، تفسیر البغوی، ۳/۲۹۔

② صحیح مسلم، حدیث: ۲۰۰۲، نیز اس موضوع کی دیگر احادیث صحیح سنن ترمذی: ۲/۱۶۹، اور صحیح سنن ابی داود: ۲/۷۰۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

وہ اسے ”طِينَةُ الْخَبَالِ“ پلائے گا، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !”طِينَةُ الْخَبَالِ“ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ یا جہنمیوں کا نچوڑ (دھوون)“۔

(ج) تلچھٹ کی طرح پانی:

مھل: تیل کے تلچھٹ کو کہتے ہیں [1]، یہ گاڑھا، سیاہ، گرم اور بدبودار پانی ہوگا جب کافر اسے پینا چاہے گا اور اسے اپنے منہ سے قریب لائے گا تو اس سے اس کا چہرہ جھلس جائے گا، اور اس کی کھال جل کر اسی پانی میں گر جائے گی [2]۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّآ أَعۡتَدۡنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَاۚ وَإِن يَسۡتَغِيثُواْ يُغَاثُواْ بِمَآءٍ كَٱلۡمُهۡلِ يَشۡوِي ٱلۡوُجُوهَۚ بِئۡسَ ٱلشَّرَابُ وَسَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا﴾ [الکہف:۲۹]

”ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی، اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے کو جھلسا دے گا بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے“۔

(د) غساق (انتہائی سرد چیز):

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرۡدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً

---

[1] مفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص ۴۶۷۔

[2] تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۸۲، ۴/ ۴۲۱۔

وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴾ [النباء: ۲۴-۳۰]

''نہ کبھی خنکی کا مزہ لیں گے، نہ پانی کا۔ سوائے گرم پانی اور شدید سرد بہتی پیپ کے۔ ان کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی۔ اور بے باکی سے ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے۔ ہم نے ہر ایک چیز کو لکھ کر شمار کر رکھا ہے۔ اب تم (اپنے کئے کا) مزہ چکھو، ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے''۔

غساق: نا قابل برداشت سرد چیز کو کہتے ہیں، چنانچہ جس طرح جہنم اپنی گرمی سے جلادے گی اسی طرح وہ ''غساق'' کی سردی سے بھی جل جائیں گے، یہ زمہریر (انتہائی سرد چیز) ہوگی، یعنی جہنمیوں کے خون و پیپ، پسینہ، زخم اور آنسو کا جمع ہونے والا سرد اور بدبودار مواد ہوگا[1]۔

(ھ) عین آنیۃ (کھولتے چشمہ کا پانی):

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ﴾ [الغاشیہ: ۲-۵]

''اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے۔ اور محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔ اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا

① تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۲، ۴۶۵، تفسیر البغوی: ۴/ ۶۷، ۴۳۸۔

جائے گا‘‘۔

آنية : کے معنیٰ حد درجہ گرم اور جوش مارنے والے کے ہیں[1]۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ ءَانٍ﴾ [الرحمن: ۴۴]

’’وہ اس (جحیم) کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر کھائیں گے‘‘۔

جب کوئی چیز اس حد تک گرم ہو جاتی تھی کہ کسی چیز کے اس سے زیادہ گرم ہونے کا تصور ہی نہ ہو تو اہل عرب اسے ’’آن حره‘‘ کہتے تھے، یعنی انتہائی گرم ہو گیا[2]۔

---

① تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۵۰۳، تفسیر البغوی: ۴/ ۲۷۸۔

② التخویف من النار لابن رجب الحنبلی ص ۱۵۰۔

اٹھارہواں مبحث:

جنتیوں کے محل اور جہنمیوں کی رہائش گاہیں

ا۔جنتیوں کے محل، خیمے اور بالا خانے:

(الف) بالا خانے، محلات اور پاکیزہ رہائش گاہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَٰكِنِ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ۖ وَعْدَ ٱللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ ٱللَّهُ ٱلْمِيعَادَ﴾ [الزمر:٢٠]

''ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں، (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا''۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل اپنے سعادت مند بندوں کے بارے میں خبر دے رہا ہے کہ ان کے لئے جنت میں بالا خانے یعنی عالی شان محل ہوں گے، جن کے اوپر بھی محل بنے ہوں گے، جو منزل بر منزل، عالی شان، مزین وآراستہ اور پائیدار بنے ہوں گے''[1]۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۴/۵۰۔

"إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرْفَةً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا أَعَدَّهَا اللهُ لِمَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَلَانَ الْكَلَامَ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ وَأفشى السلام، وَصَلَّى وَالنَّاسُ نِيَامٌ"①۔

''جنت میں ایسے محل ہوں گے جن کا بیرونی حصہ اندرونی حصہ سے اور اندرونی حصہ بیرونی حصہ سے نظر آئے گا، انہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار کر کھا ہے، جو کھانا کھلاتے ہیں، گفتگو میں نرمی برتتے ہیں، مسلسل روزے رکھتے ہیں، سلام عام کرتے ہیں اور جب لوگ نیند کی آغوش میں ہوتے ہیں تو وہ رات میں نمازیں پڑھتے ہیں''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا القَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا، فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ"②۔

''میں سویا ہوا تھا کہ (اتنے میں) خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں ہوں

---

① مسند احمد: ۵/ ۳۴۳، وابن حبان (موارد الظمآن میں) حدیث: ۶۴۱، وشعب الایمان للبیہقی، سنن ترمذی بروایت علی رضی اللہ عنہ، حدیث: ۲۶۶۰، مسند احمد بروایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: ۲/ ۱۷۳، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۳۱۱، اور صحیح الجامع: ۲/ ۲۲۰، حدیث: ۲۱۱۹ میں حسن قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری، ۶/ ۳۱۸، حدیث: ۳۲۴۲، صحیح مسلم: ۴/ ۱۸۶۳، حدیث: ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ کے خلاف بھی مجھے غیرت آسکتی ہے، صحیح مسلم، حدیث: ۲۳۹۵۔

اور ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کررہی ہے، تو میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی اور میں پلٹ کر واپس ہو گیا (یعنی اس میں داخل نہ ہوا)، (یہ سن کر) عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ پر بھی مجھے غیرت آ سکتی ہے''؟

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دَخَلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُهُ مِنْ غَيْرَتِكَ " قَالَ: وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟''[1]۔

''میں جنت میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سونے کا محل ہے، میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: قبیلۂ قریش کے ایک شخص کا، تو اے خطاب کے بیٹے (عمر)! مجھے اس محل میں داخل ہونے سے صرف یہی چیز مانع ہوئی کہ میں تمہاری غیرت جانتا تھا، (یہ سن کر) انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر بھی میں غیرت کر سکتا ہوں''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

''يَا رَسُولَ اللَّهِ: هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ، أَوْ طَعَامٌ

---

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۲/ ۴۱۵، حدیث: ۷۰۲۴۔

أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيهِ، وَلاَ نَصَبَ"[1]۔

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) آپ کی طرف آ رہی ہیں، ان کے ہاتھ میں ایک برتن ہے جس میں کوئی سالن یا کھانا یا پینے کی چیز ہے، جب وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام عرض کریں نیز انہیں جنت میں موتیوں کے ایک ایسے گھر (محل) کی خوشخبری سنا دیں جس میں کسی قسم کا شور وشغب ہوگا اور نہ کوئی تکلیف''۔

حدیث میں ''من قصب'' کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ جوف دار موتی کے بلند وبالا محل کے مثل وسیع گھر ہوگا، اور کہا گیا ہے کہ وہ گھر چھوٹے بڑے موتیوں اور یاقوت سے مرصع کئے گئے ستونوں کا ہوگا[2]۔

نیز اللہ عزوجل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

﴿تَبَارَكَ ٱلَّذِىٓ إِن شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا﴾ [الفرقان:۱۰]

''اللہ تعالیٰ تو ایسا بابرکت ہے کہ اگر چاہے تو آپ کو بہت سے ایسے باغات عنایت فرمادے جو ان کے کہے ہوئے باغ سے بہتر ہی ہوں جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہوں اور آپ کو بہت سے محل بھی عطا کر دے''۔

---

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۷/ ۱۳۴، حدیث: ۳۸۲۰، صحیح مسلم: ۴/ ۱۸۸۷، حدیث: ۲۴۳۲۔

② فتح الباری: ۷/ ۱۳۸۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةٌ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ، مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمِ الْمُؤْمِنُ"۔

وفي رواية لمسلم: "إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِيلًا"[1]۔

"جنت میں جوف دار موتیوں کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی، اس کے ہر گوشہ میں ایک بیوی ہوگی جسے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے؛ مومن ان پر چکر لگائے گا۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

بیشک مومن کے لئے جنت میں ایک جوف دار موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی لمبائی آسمان میں ساٹھ میل ہوگی"۔

(مذکورہ بالا) دونوں روایتوں میں اس خیمہ کی لمبائی اور چوڑائی کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ اس کی چوڑائی زمین کی پیمائش میں ساٹھ میل ہوگی اور لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی، چنانچہ اس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہوگی[2]۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

---

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری: ۸/ ۶۲۴ و ۶/ ۳۱۸، حدیث: ۳۲۴۳، وصحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۲، حدیث: ۲۸۳۸۔

[2] صحیح مسلم بشرح نووی: ۱۷/ ۱۷۵۔

کہ آپ نے فرمایا:

"مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ"[1]۔

''جو اللہ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا''۔

نیز جو شخص اپنی اولاد کی موت کے وقت ''إنا للہ وإنا إلیہ راجعون'' کہتا ہے اور اللہ کی حمد وثنا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے:

"ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الحَمْدِ"[2]۔

''میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام ''بیت الحمد'' (تعریف کا گھر) رکھ دو''۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا، غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ"[3]۔

''جو بھی مسلمان ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں (سنتیں) اللہ کے لئے پڑھتا ہے

---

① صحیح مسلم (باللفظ) ۱/ ۳۷۸، حدیث: ۵۳۳ وصحیح بخاری مع فتح الباری: ۱/ ۵۴۴۔

② سنن ترمذی بروایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی: ۱/ ۲۹۹، اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (حدیث/ ۱۴۰۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

③ صحیح مسلم: ۱/ ۵۰۳، حدیث: ۷۲۸۔

اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے، یا اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے''۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر فرمائی ہے کہ یہ سنن رواتب (یعنی فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں) ہیں۔

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ هَلۡ أَدُلُّكُمۡ عَلَىٰ تِجَٰرَةٖ تُنجِيكُم مِّنۡ عَذَابٍ أَلِيمٖ ۝١٠ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمۡوَٰلِكُمۡ وَأَنفُسِكُمۡۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝١١ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ وَيُدۡخِلۡكُمۡ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ وَمَسَٰكِنَ طَيِّبَةٗ فِي جَنَّٰتِ عَدۡنٖۚ ذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ﴾ [الصّف:۱۰-۱۲]

''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلادوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو ہمیشگی کے باغات میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ طویل حدیث کہ جب وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوں گے تو ان کے دل میں بہت رنج ہوگا اور اسی میں ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت کی تعمیر و بناء کے سلسلہ میں بھی دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

"لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ[1]، وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ، وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ دَخَلَهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ، وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوتُ، لَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ، وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ". ثُمَّ قَالَ: "ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ، الإِمَامُ العَادِلُ، وَالصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ، وَدَعْوَةُ المَظْلُومِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الغَمَامِ، وَتُفَتَّحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ"[2]۔

''ایک اینٹ چاندی کی ہوگی اور ایک اینٹ سونے کی، اور اس کا گارا تیز خوشبو والا مشک ہوگا، اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہوں گی، اس کی مٹی زعفران ہوگی، جو اس میں داخل ہوگا داد عیش دے گا' محتاجگی دور دور بھی نہ پھٹکے گی، ہمیشہ ہمیش رہے گا کبھی موت نہ آئے گی، نہ ان کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ ہی ان کی جوانی ختم ہوگی۔ پھر آپ نے فرمایا: تین لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: انصاف پرور حاکم کی، روزہ دار کی جب وہ افطار کرتا ہے، اور مظلوم کی دعاء کو اللہ تعالیٰ بدلیوں کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا گرچہ ایک مدت کے بعد''۔

---

① ''ملاط'' اس گارے کو کہتے ہیں جس سے دیوار جوڑی جاتی ہے، حدیث میں آیا ہے: ''ان الابل یمالطھا الأجرب''، یعنی اونٹ کو خارش کی بیماری لگ جاتی ہے، دیکھئے: النھایہ فی غریب الحدیث: ۴/ ۳۵۷۔

② سنن ترمذی: ۴/ ۶۷۲، حدیث: ۲۵۲۶، مسند احمد، ۲/ ۳۰۵، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۳۱۱ میں صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔جہنمیوں کی رہائش گاہیں،ان کی زنجیریں' بیڑیاں اور آلات ضرب:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ [الفرقان:۱۱-۱۴]

''بات یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور قیامت کے جھٹلانے والوں کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو یہ اس کا غصہ سے بپھرنا اور دہاڑنا سنیں گے۔اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینکے جائیں گے تو وہاں اپنے لئے موت ہی موت پکاریں گے۔(ان سے کہا جائے گا) آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو''۔

﴿مُّقَرَّنِينَ﴾ یعنی ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ کر طوق پہنا دیا گیا ہوگا[1]۔

﴿دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ یعنی وہ تباہی،حسرت، ہلاکت، ناکامی،خسارہ اور بربادی کو آواز دیں گے[2]۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

① تفسیر ابن کثیر:۳/ ۳۱۲،تفسیر البغوی:۳/ ۳۶۲۔

② دیکھئے: سابقہ دونوں مصادر:۳/ ۳۱۲،۳/ ۳۶۲۔

﴿إِذِ ٱلْأَغْلَٰلُ فِىٓ أَعْنَٰقِهِمْ وَٱلسَّلَٰسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِى ٱلْحَمِيمِ ثُمَّ فِى ٱلنَّارِ يُسْجَرُونَ﴾[الغافر:۷۱-۷۲]

’’جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے‘‘۔

﴿أغلال﴾ ’’غل‘‘ کی جمع ہے، ’’غل‘‘ اس لوہے کو کہتے ہیں جس سے قیدی کے ہاتھ کو اس کی گردن سے باندھا جاتا ہے (جسے عام لفظ میں طوق کہا جاتا ہے)، مفہوم یہ ہے کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوگا اور طوق میں بندھی زنجیریں عذاب کے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوں گی، وہ انہیں ان کے چہروں کے بل گھسیٹ کر کبھی جہنم میں اور کبھی کھولتے ہوئے پانی کی طرف لے جائیں گے[1]۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ ٱلْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِى سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَٱسْلُكُوهُ ﴿٣٢﴾ إِنَّهُۥ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ ٱلْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ ٱلْيَوْمَ هَٰهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَأْكُلُهُۥٓ إِلَّا ٱلْخَٰطِـُٔونَ﴾[الحاقة:۳۰-۳۷]

’’اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو۔ بیشک اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔ پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے۔

---

① النہایۃ فی غریب الحدیث، لابن الاثیر: ۳/۳۸۰، تفسیر ابن کثیر: ۴/۸۹۔

اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔ اسے گنہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّآ أَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ سَلَٰسِلَاْ وَأَغۡلَٰلٗا وَسَعِيرًا﴾ [الانسان: ۴]

''یقینا ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور شعلوں والی آگ تیار کر رکھی ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّ لَدَيۡنَآ أَنكَالٗا وَجَحِيمٗا﴾ [المزمل: ۱۲]

''یقینا ہمارے یہاں سخت بیڑیاں ہیں اور سلگتی ہوئی جہنم ہے''۔

أنکال: سے مراد وہ بڑی بڑی بیڑیاں ہیں جو ان سے کبھی جدا نہ ہوں گی، اور کہا گیا ہے کہ یہ لوہے کے طوق ہوں گے [1]۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هَٰذَانِ خَصۡمَانِ ٱخۡتَصَمُواْ فِي رَبِّهِمۡۖ فَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٞ مِّن نَّارٖ يُصَبُّ مِن فَوۡقِ رُءُوسِهِمُ ٱلۡحَمِيمُ ۝١٩ يُصۡهَرُ بِهِۦ مَا فِي بُطُونِهِمۡ وَٱلۡجُلُودُ ۝٢٠ وَلَهُم مَّقَٰمِعُ مِنۡ حَدِيدٖ ۝٢١ كُلَّمَآ أَرَادُوٓاْ أَن يَخۡرُجُواْ مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ أُعِيدُواْ فِيهَا وَذُوقُواْ عَذَابَ ٱلۡحَرِيقِ﴾ [الحج: ۱۹-۲۲]

''یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں، پس کافروں کے لئے تو آگ کے کپڑے بیونت کر کاٹے جائیں گے اور ان کے سروں کے اوپر سے

---

① تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۳۸، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۱۰۔

سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔جس سے انکے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔اوران کی سزا کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔ یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹا دیئے جائیں گے اور(کہا جائے گا) جلنے کا عذاب چکھو‘‘۔

المقامع:’’**مقمع**‘‘ کی جمع ہے یہ وہ چیز ہے جس سے ضرب لگائی جاتی ہے اور کسی چیز کو پست کیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے:’’**قمعته فانقمع**‘‘ میں نے اسے پیٹا تو وہ پست ہوگیا[1]، یہ دراصل لوہے کے کوڑے ہوں گے جس کی واحد ’’**مقمعة**‘‘ آتی ہے، اہل عرب جب کسی کے سر پر سخت قسم کی ضرب لگاتے ہیں تو کہتے ہیں ’’**قمعت رأسه**‘‘ میں نے اس کے سر پر کاری ضرب لگائی[2]۔

---

① مفردات غریب القرآن للاصفہانی: ص ۶۸۴۔

② تفسیر الامام بغوی: ۳/ ۲۸۱،تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۲۱۳۔

انیسواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کے جسموں کی قامت

ا۔ جنتیوں کے جسموں کی قامت، ان کی عمریں اور طاقت وقوت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتیوں کے وصف کے سلسلہ میں فرمایا:

"أَزْوَاجُهُمُ الحُورُ العِينُ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ"[①]۔

''ان کی بیویاں حورعین ہوں گی (وہ سب کے سب) ایک ہی قدوقامت کے، اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت میں ساٹھ ہاتھ لمبے ہوں گے''۔

معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"يَدْخُلُ أَهْلُ الجَنَّةِ الجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِينَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً"[②]۔

''جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسموں پر بال (رونگٹے) نہ ہوں گے، چہرے پر ریش بھی نہ ہوگی اور سرمگیں آنکھوں والے ہوں گے، ان کی عمر تیس یا تینتیس سال ہوگی''۔

---

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۶/ ۳۶۲، حدیث: ۳۳۲۷ وصحیح مسلم، اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

② سنن ترمذی، حدیث: ۲۵۴۵، علامہ شیخ البانی نے اسے صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۳۱۳، ۳۱۴ میں حسن قرار دیا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يُعْطَى المُؤْمِنُ فِي الجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الجِمَاعِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قَالَ: يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ"[1]۔

''مومن کو جنت میں جماع (ہمبستری) کی اتنی اتنی قوت عطا کی جائے گی، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا اسے اس کی طاقت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے سو مردوں کی طاقت عطا کی جائے گی''۔

۲۔ جہنمیوں کے جسموں کی قامت، ان کے دانت اور ان کی جلدوں کی جسامت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الكَافِرِ مَسِيرَةُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ للرَّاكِبِ المُسْرِعِ"[2]۔

''کافر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کی تین روز کی مسافت ہوگی''۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ضِرْسُ الْكَافِرِ، أَوْ نَابُ الْكَافِرِ، مِثْلُ أُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ"[3]۔

''کافر کے داڑھ کا دانت یا کافر کا (رباعی دانتوں کے بغل والا) دانت جبل احد کے

---

① سنن ترمذی، حدیث: ۲۵۳۶، علامہ شیخ البانی نے اسے صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۳۱۳ میں حسن قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۱/ ۴۱۵، حدیث: ۶۵۵۱، وصحیح مسلم: ۴/ ۲۱۹۰، حدیث: ۲۸۵۲۔

③ صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۹، حدیث: ۲۸۵۱۔

مثل اور اس کی کھال کی جسامت (موٹائی) تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِـَٔايَٰتِنَا سَوۡفَ نُصۡلِيهِمۡ نَارٗا كُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُودُهُم بَدَّلۡنَٰهُمۡ جُلُودًا غَيۡرَهَا لِيَذُوقُواْ ٱلۡعَذَابَۗ﴾ [النساء:٥٦]

''بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا کفر کیا، انہیں ہم یقیناً آگ میں ڈال دیں گے جب ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے علاوہ اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿تَلۡفَحُ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ وَهُمۡ فِيهَا كَٰلِحُونَ﴾ [المؤمنون:١٠٤]

''ان کے چہروں کو آگ جھلستی رہے گی اور وہ وہاں بدشکل بنے ہوئے ہوں گے''۔

یعنی ان کے دانت ظاہر ہو گئے ہوں گے جس طرح پکا ہوا یا آگ سے جلا کر بالوں وغیرہ کو ختم کیا گیا سر اینٹھ (اکڑ) جاتا ہے، اسی طرح ان کے دانت ظاہر ہو گئے ہوں گے اور ہونٹ سکڑ گئے ہوں گے [1]۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمۡ فِي ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيۡتَنَآ أَطَعۡنَا ٱللَّهَ وَأَطَعۡنَا ٱلرَّسُولَا۠﴾ [الاحزاب:٦٦]

''اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹے پلٹے جائیں گے (حسرت وافسوس سے)

---

[1] التخویف من النار، لابن رجب، ص ١٧١۔

کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کئے ہوتے‘‘۔

کافر کی خلقت (جسامت) جہنم میں اس لئے بڑھ جائے گی تا کہ اس کا عذاب بڑا ہو اور اس کے درد و تکلیف میں اضافہ ہو، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عذاب میں جہنمیوں کے درجات مختلف ہوں گے، جیسا کہ دوسری حدیث کی روشنی میں کتاب وسنت سے معلوم ہوا[1]، چنانچہ عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الخَبَالِ“[2]۔

’’غرور وتکبر کرنے والے قیامت کے دن انسانوں کی شکل میں باریک سرخ چینٹیوں کے مثل ہوں گے، انہیں ذلت وخواری ہر جگہ سے گھیرے ہوئے ہوگی، انہیں ہانک کر جہنم کے ایک قید خانہ میں لے جایا جائے گا جس کا نام ’’بولس‘‘ ہے، آگ انہیں ہر چہار جانب سے اپنی لپیٹ میں لئے ہوگی، انہیں **”طينة الخبال“** یعنی جہنمیوں کا نچوڑ (خون پیپ وغیرہ) پلایا جائے گا۔

❁ ❁ ❁

① فتح الباری شرح صحیح بخاری، ۱۱/ ۴۲۳۔

② سنن ترمذی، حدیث: ۲۶۲۳ ومسند احمد: ۲/ ۱۷۹، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ترمذی: ۲/ ۳۰۴، اور صحیح الجامع: ۶/ ۳۲۷ میں حسن قرار دیا ہے۔

بیسواں مبحث:

جنت وجہنم کے درخت اور ان کے سائے

۱۔ جنت کے درخت اور اس کے سائے:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ الجَوَادَ المُضَمَّرَ السَّرِيعَ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا“[1]۔

”بیشک جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں ایک گھوڑ سوار عمدہ‘ چھریرے اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر سو برس چلتا رہے گا پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا“۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَأَصۡحَٰبُ ٱلۡيَمِينِ مَآ أَصۡحَٰبُ ٱلۡيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدۡرٖ مَّخۡضُودٖ ﴿٢٨﴾ وَطَلۡحٖ مَّنضُودٖ ﴿٢٩﴾ وَظِلّٖ مَّمۡدُودٖ ﴿٣٠﴾ وَمَآءٖ مَّسۡكُوبٖ ﴿٣١﴾ وَفَٰكِهَةٖ كَثِيرَةٖ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقۡطُوعَةٖ وَلَا مَمۡنُوعَةٖ﴾ [الواقعہ:۲۷-۳۳]

”اور داہنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں میں۔ اور تہ بہ تہ کیلوں میں۔ اور لمبے لمبے سایوں میں۔ اور بہتے پانیوں میں۔ اور

---

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۱/۴۱۶، حدیث: ۶۵۵۳، ۶۵۵۱ و صحیح مسلم: ۴/۲۱۷۶، ۲۱۷۵، حدیث: ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸۔

بکثرت پھلوں میں (ہوں گے)۔ جو نہ ختم ہوں نہ روک لئے جائیں''۔

علماء کرام فرماتے ہیں: کہ اس کے سایوں سے مراد اس کا کنارہ اور گوشہ ہے یعنی جو اس کی شاخوں اور ڈالیوں کو چھپاتا ہے [1]۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلۡمُتَّقِينَ فِي ظِلَٰلٖ وَعُيُونٖ ۝٤١ وَفَوَٰكِهَ مِمَّا يَشۡتَهُونَ﴾ [المرسلات: ۴۱-۴۲]

''بیشک پرہیزگار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں۔ اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ جَنَّتَانِ ۝٤٦ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٤٧ ذَوَاتَآ أَفۡنَانٖ ۝٤٨ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٤٩ فِيهِمَا عَيۡنَانِ تَجۡرِيَانِ ۝٥٠ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٥١ فِيهِمَا مِن كُلِّ فَٰكِهَةٖ زَوۡجَانِ﴾ [الرحمن: ۴۶-۵۲]

''اور اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (دونوں جنتیں) بہت سی شاخوں اور ٹہنیوں والی ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں جنتوں میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کی دو قسمیں ہوں گی''۔

نیز اللہ عزوجل نے دوسری جنت کے بارے میں فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم بشرح نووی: ۱۷/۶۷۔

﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ [الرحمن:٦٨]

’’ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا﴾ [الانسان:۱۴]

’’ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے، اور ان کے (میوے اور) گچھے نیچے لٹکائے ہوئے ہوں گے‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ [الحاقۃ:۲۱-۲۴]

’’پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ' پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کئے ہیں‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا﴾ [النباء:۳۱-۳۶]

’’یقینا پرہیز گاروں کے لئے کامیابی ہے۔ باغات ہیں اور انگور ہیں۔ اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں۔ اور چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں۔ وہاں نہ تو وہ بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹی باتیں سنیں گے۔ (ان کو) تیرے رب کی طرف سے (ان

کے نیک اعمال کا) یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کسوف (سورج یا چاند گرہن کی نماز) ادا کرتے ہوئے انگور کے گچھے دیکھے، چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کھڑے ہو کر کوئی چیز لی اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپ رک گئے (یہ کیا ماجرا تھا)؟ تو آپ نے فرمایا:

''إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ أَفْظَعَ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ''[1]۔

''میں نے جنت دیکھی تو اس میں سے انگور کا ایک گچھا لے لیا (ہاتھ میں پکڑ لیا)، اور اگر میں نے اسے لے لیا ہوتا تو تم اس سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے، اور میں نے جہنم (بھی) دیکھی، تو میں نے آج کی طرح اس کا بھیانک منظر کبھی نہ دیکھا، نیز میں نے دیکھا کہ جہنمیوں کی اکثریت عورتیں ہیں''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ایک دیہاتی (بدوی) شخص کی موجودگی میں حدیث بیان کر رہے تھے:

''أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ، فَقَالَ لَهُ: أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ، فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الجِبَالِ، فَيَقُولُ

---

① صحیح بخاری: ۱/ ۱۵، حدیث: ۱۹، ۴۳۱، ۷۴۸، ۱۰۵۲، ۳۲۰۲، ۵۱۹۷ وصحیح مسلم: ۲/ ۶۲۶، حدیث: ۹۰۷۔

اللَّهُ تَعَالَى: دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، فَإِنَّهُ لاَ يُشْبِعُكَ شَيْءٌ". فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لاَ تَجِدُ هَذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا، فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ، فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ" [1]۔

''کہ جنتیوں میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے جو کچھ چاہئے وہ میسر نہیں ہے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور میسر ہے) لیکن مجھے کاشتکاری پسند ہے، چنانچہ اس نے (اجازت پاکر) جلدی کی اور بیج ڈال دیا تو اس کا پودا پلک جھپکنے میں اُگا' پختہ ہوا' کٹا اور پہاڑوں کی مانند جمع ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! لے لے تجھے کسی چیز سے آسودگی نہیں ہوسکتی۔ (یہ سن کر) دیہاتی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ایسا کسی قریشی یا انصاری ہی کو پا سکتے ہیں (جو کھیتی کرنے کا مطالبہ کرے) کیونکہ وہ کھیتی باڑی والے لوگ ہیں، ہم تو کھیتی باڑی والے لوگ نہیں ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے''۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جنتیوں کو ان کی من چاہی ہر چیز ملے گی، کیونکہ ان کے لئے اس میں وہ ساری چیزیں فراہم ہوں گی جس کی انہیں خواہش ہوگی اور جس سے ان کی آنکھوں کو لذت ملے گی، اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل فرمائے، آمین [2]۔

---

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۳/ ۴۸۷، حدیث: ۷۵۱۹ و ۵/ ۲۷، حدیث: ۲۳۴۸۔

② دیکھئے: فتح الباری: ۵/ ۲۷۔

۲۔جہنم کے درخت اوران کے سائے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ شَجَرَتَ ٱلزَّقُّومِ ۝٤٣ طَعَامُ ٱلْأَثِيمِ ۝٤٤ كَٱلْمُهْلِ يَغْلِى فِى ٱلْبُطُونِ ۝٤٥ كَغَلْىِ ٱلْحَمِيمِ﴾ [الدخان: ۴۳-۴۶]

''بیشک زقوم (تھوہڑ) کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ مثل تیز گرم پانی کے''۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا ٱلضَّآلُّونَ ٱلْمُكَذِّبُونَ ۝٥١ لَءَاكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ۝٥٢ فَمَالِـُٔونَ مِنْهَا ٱلْبُطُونَ ۝٥٣ فَشَٰرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ ٱلْحَمِيمِ ۝٥٤ فَشَٰرِبُونَ شُرْبَ ٱلْهِيمِ﴾ [الواقعہ: ۵۱-۵۵]

''پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔ یقیناً تھوہڑ کا درخت کھانے والے ہو۔ اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو۔ پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو۔ پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِىٓ أَصْلِ ٱلْجَحِيمِ ۝٦٤ طَلْعُهَا كَأَنَّهُۥ رُءُوسُ ٱلشَّيَٰطِينِ ۝٦٥ فَإِنَّهُمْ لَءَاكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِـُٔونَ مِنْهَا ٱلْبُطُونَ ۝٦٦ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ﴾ [الصافات: ۶۴-۶۷]

''بیشک وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے، جس کے خوشے شیطانوں کے سروں

جیسے ہوتے ہیں۔ جہنمی اسی درخت میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس پر گرم جلتے جلتے پانی کی آمیزش ہوگی‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَأَصۡحَٰبُ ٱلشِّمَالِ مَآ أَصۡحَٰبُ ٱلشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحۡمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمۡ كَانُواْ قَبۡلَ ذَٰلِكَ مُتۡرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُواْ يُصِرُّونَ عَلَى ٱلۡحِنثِ ٱلۡعَظِيمِ﴾ [الواقعہ:۴۱-۴۶]

’’اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے۔ گرم ہوا اور گرم پانی میں (ہوں گے)۔ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔ جو نہ ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش۔ بیشک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں میں پلے تھے۔ اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے‘‘۔

فرمان باری: ﴿وَظِلٍّ مِّن يَحۡمُومٍ﴾ کا مفہوم دھوئیں کا سایہ ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ٱنطَلِقُوٓاْ إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيلٍ وَلَا يُغۡنِي مِنَ ٱللَّهَبِ ﴿٣١﴾ إِنَّهَا تَرۡمِي بِشَرَرٍ كَٱلۡقَصۡرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُۥ جِمَٰلَتٌ صُفۡرٌ ﴿٣٣﴾ وَيۡلٌ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِينَ﴾

[المرسلات:۳۰-۳۴]

’’چلو تین شاخوں والے سائے کی طرف۔ جو دراصل نہ سایہ دینے والا ہے اور نہ شعلے سے بچا سکتا ہے۔ یقینا دوزخ چنگاریاں پھینکتی ہے جو مثل محل کے ہیں۔ گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔ آج ان جھٹلانے والوں کی درگت ہے‘‘۔

(آیت کریمہ میں) مذکور سائے سے مراد بدبودار سیاہ دھواں ہے، نہ کہ بذات خود اسی کا سایہ، اور ﴿وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ﴾ کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ شعلوں سے ان کی حفاظت بھی نہ کرے گا[1]، ﴿فِي سَمُومٍ﴾ سے مراد گرم ہوا اور ﴿حَمِيمٍ﴾ سے مراد گرم پانی ہے[2]۔

---

① تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۶۱، ۲۹۵۔

② تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۲۹۵۔

اکیسواں مبحث:

جنتیوں کے خدمتگار اور جہنمیوں کے عذاب کے فرشتے

۱۔جنتیوں کے خدمت گزار اور داروغے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾[الزخرف:۷۱]

''ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا' ان کے نفس جس چیز کی خواہش کریں اور جس چیز سے ان کی آنکھیں لذت پائیں' سب وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝١٥ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴾[الانسان:۱۵-۱۶]

''اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے۔شیشے بھی چاندی کے جن کو (ساقی نے) اندازہ سے ناپ رکھا ہوگا''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴾[الانسان:۱۹]

''اور ان کے ارد گرد گھومتے پھرتے ہوں گے وہ کم سن بچے جو ہمیشہ رہنے

والے ہیں، جب تو انہیں دیکھے تو سمجھے کہ وہ بکھرے ہوئے سچے موتی ہیں''۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ﴾ [الطور: ۲۴]

''ان کے ارد گرد ان کے نوعمر غلام چل پھر رہے ہوں گے گویا کہ وہ چھپائے ہوئے موتی ہوں''۔

سابقین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ﴿١٠﴾ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿١٤﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ﴿١٦﴾ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا﴾ [الواقعہ: ۱۰-۲۶]

''اور جو آگے والے ہیں وہ تو واقعی آگے والے ہی ہیں۔ وہ بالکل نزدیکی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ نعمتوں والی جنت میں ہیں۔ ایک گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔ یہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر۔ ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے آمد و رفت کریں گے۔ آبخورے اور جگ لے

کراور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو۔ جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فتور آئے۔ اور ایسے میوے لئے ہوئے جو ان کے پسند کے ہوں۔ اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں۔ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔ یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا۔ نہ وہاں بکواس سنیں گے نہ گناہ کی بات۔ صرف سلام ہی سلام کی آواز ہو گی''۔

نیز جنت کے داروغوں کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْاْ رَبَّهُمْ إِلَى ٱلْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَٱدْخُلُوهَا خَٰلِدِينَ﴾ [الزمر: ۷۳]

''اور جو لوگ تیرے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ''۔

۲۔ جہنمیوں کے عذاب کے فرشتے اور داروغے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ أَصْحَٰبَ ٱلنَّارِ إِلَّا مَلَٰٓئِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُواْ﴾ [المدثر: ۳۰-۳۱]

''اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے رکھے ہیں،

اور ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے جہنم پر متعین فرشتوں کو شدت وسختی اور قوت وطاقت سے متصف فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿عَلَيۡهَا مَلَـٰٓئِكَةٌ غِلَاظٞ شِدَادٞ لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ﴾[التحریم:٦]

''اس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنھیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهُۥ ۝١٧ سَنَدۡعُ ٱلزَّبَانِيَةَ﴾[العلق:١٧-١٨]

''یہ اپنی مجلس والوں کو بلالے۔ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلالیں گے''۔

زبانية: سے مراد عذاب کے فرشتے ہیں، زبانیہ ''زبني'' کی جمع ہے' یہ ''زبن'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ڈھکیلنے اور دھکا دینے کے ہیں۔اس کا اصلی معنیٰ پولس اور کارندہ ہے، اور عذاب کے بعض فرشتوں کو ''زبانية'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دوزخیوں کو دوزخ میں ڈھکیل دیں گے [1]۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَنَادَوۡاْ يَٰمَٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَۖ قَالَ إِنَّكُم مَّٰكِثُونَ ۝٧٧ لَقَدۡ جِئۡنَٰكُم بِٱلۡحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَقِّ كَٰرِهُونَ﴾[الزخرف:٧٧-٧٨]

---

[1] دیکھئے: القاموس المحیط ص ۱۵۵۲ اور المعجم الموسیط: ۱/ ۳۸۸ وتفسیر بغوی: ۴/ ۵۰۸ وتفسیر ابن کثیر: ۴/ ۵۲۶۔

''اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے، وہ کہے گا کہ تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے۔ ہم تو تمہارے پاس حق لے آئے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے!''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَسِيقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا۟ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ [الزمر:۷۱]

''کافروں کے گروہ کے گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے، اس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے، اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں! کیوں نہیں، لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ فِى ٱلنَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓا۟ أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۚ قَالُوا۟ فَٱدْعُوا۟ ۗ وَمَا دُعَٰٓؤُا۟ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِى

ضَلَـٰلٍ ﴿٥٠﴾ [الغافر:۴۹-۵۰]

''اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔ وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزہ لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! وہ کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے''۔

بائیسواں مبحث:

مومنوں کی اپنے اہل وعیال اور احباب سے ملاقات اور جہنمیوں کی اپنے احباب اور قرابت داروں سے جدائی

ا۔ مومنوں کی اپنے اہل عیال اور خاندان والوں سے ملاقات:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ﴾ [الطور:۲۱]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ بھی کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے''۔

امت کے سب سے بڑے عالم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (اس آیت کی) تفسیر یوں فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی ذریت (نسل) کو جو ایمان کی حالت میں مرے ہیں اسی کے درجہ میں کر دے گا، گرچہ وہ عمل میں اس سے کم ہی کیوں نہ ہوں، (یہ اس لئے کہ) تاکہ ان سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں انتہائی خوبصورت چہروں میں باہم اکٹھا فرمائے گا[1]۔

یہ آباء کے عمل کی برکت سے بیٹوں پر اللہ کا فضل وکرم ہے، رہا بیٹوں کی دعاء کی برکت سے آباء پر اللہ کا فضل وکرم تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲۴۲/۴۔

"إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أَنَّى لِي هَذِهِ؟ فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ"[1]۔

بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرمائے گا، تو بندہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے یہ مرتبہ کیونکر ملا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہاری اولاد کے تمہارے حق میں استغفار کرنے کی وجہ سے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" [2]۔

جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ، یا کوئی علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعاء کرے۔

۲۔ جہنمیوں کی اپنے اقرباء اور اہل وعیال سے جدائی:

اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ [الزمر:۱۵]

"کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اپنے اہل کو قیامت کے دن

---

① مسند احمد: ۲/۵۰۹، امام ابن کثیر اپنی تفسیر (۴/۲۴۳) میں فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔

② صحیح مسلم: ۳/۱۲۵۵، حدیث: ۱۶۳۱۔

نقصان میں ڈال دیں گے، یادرکھو کھلم کھلا خسارہ یہی ہے''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَتَرَى ٱلظَّٰلِمِينَ لَمَّا رَأَوُاْ ٱلۡعَذَابَ يَقُولُونَ هَلۡ إِلَىٰ مَرَدّٖ مِّن سَبِيلٖ ﴿٤٤﴾ وَتَرَىٰهُمۡ يُعۡرَضُونَ عَلَيۡهَا خَٰشِعِينَ مِنَ ٱلذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرۡفٍ خَفِيّٖۗ وَقَالَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ ٱلۡخَٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ وَأَهۡلِيهِمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِۗ أَلَآ إِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ فِي عَذَابٖ مُّقِيمٖ﴾ [الشوریٰ: ۴۴-۴۵]

''اور آپ دیکھیں گے کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے۔ اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ (جہنم کے) سامنے لا کھڑے کیے جائیں گے' مارے ذلت کے جھکے جا رہے ہوں گے اور کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے' ایمان والے صاف کہہ رہے ہوں گے کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیا، یاد رکھو کہ یقیناً ظالم لوگ دائمی عذاب میں ہیں''۔

یعنی وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے' ان کی آپس میں کبھی بھی ملاقات نہ ہوگی خواہ ان کے اہل وعیال جنت میں جائیں اور وہ (خود) جہنم میں' یا سب کے سب جہنم رسید ہو جائیں، لیکن نہ ان کی ملاقات ہوگی اور نہ انہیں کوئی خوشی حاصل ہوگی، یہ انتہائی واضح اور صریح خسارہ ہے، کیونکہ وہ جہنم رسید ہوئے' دائمی زندگی کی لذت سے محروم اور اپنی ذات کے خسارہ سے دوچار ہوئے نیز ان کے اور ان کے دوست احباب' اہل وعیال اور رشتہ داروں کے درمیان جدائی اور دوری کر دی گئی اور وہ ان سے محروم ہو گئے [1]۔

---

[1] دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۴/۴۹، ۱۲۱۔

تیئیسواں مبحث:

جنتیوں کی نفسیاتی نعمت اور جہنمیوں کا نفسیاتی عذاب

۱۔جنتیوں کی نفسیاتی نعمت:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى؟ يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا“[1]۔

”اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! تو وہ کہیں گے: اے رب ہم حاضر ہیں، باریابی کے لئے حاضر ہیں، اور تمام بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی اور خوش ہو گئے؟ وہ کہیں گے اے پروردگار! ہم کیوں نہ خوش ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہ کیں، تو اللہ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے افضل نعمت نہ عطا کردوں؟ تو وہ کہیں گے: اے رب! اس سے افضل (نعمت) اور کیا ہوسکتی ہے؟ تو اللہ فرمائے گا: میں

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۱/ ۴۱۵، حدیث: ۶۵۴۹ و صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۷۶، حدیث: ۲۸۲۹۔

تمہیں اپنی (دائمی) رضا وخوشی عطا کرتا ہوں، اب اس کے بعد تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا''۔

اور ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''يُجَاءُ بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ - زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ: فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَاتَّفَقَا فِي بَاقِي الْحَدِيثِ - فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، قَالَ: وَيُقَالُ: يَا أَهْلَ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ قَالَ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُذْبَحُ، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ''[1]۔

''قیامت کے دن موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت وجہنم کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا، پھر آواز لگائی جائے گی: اے جنتیو! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو وہ اپنا سر اٹھا کر دیکھیں گے اور کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، اور (اسی طرح) آواز لگائی جائے گی: اے جہنمیو! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو وہ سر اٹھائیں گے اور کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، چنانچہ (اسے ذبح کا) حکم ہوگا اور اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: اے جنتیو! (اب) ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے موت نہ آئے گی، اور اے جہنمیو! اب ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے کبھی موت نہ آئے گی''۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی اسی طرح کی

---

① صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۸، حدیث: ۲۸۴۹۔

بات ہے، اس میں مزید فرمایا:

"فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ"①۔

کہ جنتیوں کی خوشی میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور جہنمیوں کا رنج وغم مزید بڑھ جائے گا۔

۲۔ جہنمیوں کا نفسیاتی عذاب:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ ٱلشَّيْطَٰنُ لَمَّا قُضِىَ ٱلْأَمْرُ إِنَّ ٱللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ ٱلْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِىَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ إِلَّآ أَن دَعَوْتُكُمْ فَٱسْتَجَبْتُمْ لِى ۖ فَلَا تَلُومُونِى وَلُومُوٓا۟ أَنفُسَكُم ۖ مَّآ أَنَا۠ بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنتُم بِمُصْرِخِىَّ ۖ إِنِّى كَفَرْتُ بِمَآ أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [الابراہیم:۲۲]

''اور جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تو تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کئے تھے ان کا خلاف کیا' میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی، پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریادرس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے' یقینا ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

① صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۸۹، حدیث: ۲۸۵۰۔

نیز ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَكُنْ ءَايَٰتِى تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا۟ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَٰلِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ ٱخْسَـُٔوا۟ فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُۥ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِى يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَٱتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰٓ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِى وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ إِنِّى جَزَيْتُهُمُ ٱلْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوٓا۟ أَنَّهُمْ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ﴾ [المؤمنون:١٠٥-١١١]

''کیا میری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت نہ کی جاتی تھیں؟ پھر بھی تم انھیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے کہ اے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی (واقعی) ہم تھے ہی گمراہ۔ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نجات دے اگر اب بھی ہم ایسا ہی کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھٹکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے ہیں تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما' تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ (لیکن) تم انہیں مذاق میں ہی اڑاتے رہے یہاں تک کہ (اس مشغلے نے) تمہیں میری یاد سے (بھی) غافل کر دیا اور تم ان سے مذاق ہی کرتے رہے۔ میں نے آج انہیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا ہے کہ بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى ٱلْإِيمَٰنِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾ قَالُواْ رَبَّنَآ أَمَتَّنَا ٱثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا ٱثْنَتَيْنِ فَٱعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُۥٓ إِذَا دُعِىَ ٱللَّهُ وَحْدَهُۥ كَفَرْتُمْ وَإِن يُشْرَكْ بِهِۦ تُؤْمِنُواْ فَٱلْحُكْمُ لِلَّهِ ٱلْعَلِىِّ ٱلْكَبِيرِ﴾[الغافر:۱۰-۱۲]

’’بیشک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں یہ آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا تم پر غصہ ہونا اس سے بہت زیادہ ہے جو تم غصہ ہوتے تھے اپنے جی سے‘ جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر کفر کرنے لگتے تھے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دوبار مارا اور دوبار ہی جلایا، اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں‘ تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟ یہ (عذاب) تمہیں اس لئے ہے کہ جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تھا تو تم انکار کر جاتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے‘ پس اب فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ فِى ٱلنَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ٱدْعُواْ رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓاْ أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالُواْ بَلَىٰ قَالُواْ فَٱدْعُواْ وَمَا دُعَٰٓؤُاْ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ﴾[الغافر:۴۹-۵۰]

’’اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے

دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔ وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزہ لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! وہ کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَنَادَوْا يَٰمَٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم مَّٰكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَٰكُم بِٱلْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَٰرِهُونَ﴾ [الزخرف:۷۷-۷۸]

''اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے' وہ کہے گا کہ تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے۔ ہم تو تمہارے پاس حق لے آئے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے!''۔

نیز رشاد باری ہے:

﴿وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ أَصْحَٰبَ ٱلنَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا۟ نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [الاعراف:۴۴]

''اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق پایا' سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟ وہ کہیں گے: ہاں! پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان پکارے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا۟ عَلَيْنَا مِنَ ٱلْمَآءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ ۚ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٥٠﴾ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا ۚ فَٱلْيَوْمَ نَنسَىٰهُمْ كَمَا نَسُوا۟ لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا وَمَا كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يَجْحَدُونَ﴾[الاعراف: ۵۰-۵۱]

''اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے' کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو' جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے، جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لئے بندش کردی ہے۔جنھوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا، سو ہم بھی آج کے دن ان کا نام بھول جائیں گے جیسا کہ وہ اس دن کو بھول گئے، اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے''۔

چوبیسواں مبحث:

جنتیوں کی سب سے بڑی نعمت
اور جہنمیوں کا سب سے بڑا عذاب

ا۔جنتیوں کی سب سے بڑی نعمت:

ارشاد باری ہے:

﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ ٱلْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ﴾ [یونس:۲۶]

''جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے لئے نیک انجام ہے اور اس پر مزید بھی''۔

چنانچہ ''حسنی'' سے مراد جنت ہے اور ''زیادۃ'' (مزید) سے مراد اللہ عزوجل کے رخ کریم کا دیدار ہے[1]۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ﴾ [ق:۳۵]

''ان کے لئے اس میں وہ سب کچھ ہوگا جس کی وہ خواہش کریں گے اور ہمارے پاس مزید ہے''۔

''مَزِيدٌ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کا دیدار ہے[2]۔

نیز ارشاد ہے:

---

① دیکھئے: حادی الارواح الی بلاد الافراح، لابن القیم، ص ۲۸۸۔

② دیکھئے: حادی الارواح، لابن القیم، ص ۲۹۱۔

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ [القیامۃ: ۲۲-۲۳]

''اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے''۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''هَلْ تُضَارُّونَ فِي القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ؟[1]، قَالُوا: لاَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ، لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ؟، قَالُوا: لاَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ''[2]۔

''کیا تمہیں چودہویں رات کا چاند دیکھنے میں آپس میں (ہجوم وازدحام کے سبب) کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو آپ نے فرمایا: کیا آفتاب جو بادل کے اوٹ میں نہ ہو، اسے دیکھنے میں کوئی تکلیف

---

① ''ھل تضارون'' دوسری روایت میں ''تضامون'' کا لفظ ہے، 'تضارون' راء پر تشدید اور بغیر تشدید دونوں طرح وارد ہوا ہے، لیکن تاء پر دونوں صورتوں میں پیش ہی ہوگا، راء کو تشدید کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تم (چودہویں رات کے) چاند کو دیکھنے میں بھیڑ، یا دیکھنے میں مخالفت یا اور کسی وجہ سے اس کے اوجھل رہنے کے سبب ایک دوسرے کو باہم ضرر پہنچاتے ہو جس طرح کہ پہلی شب کے چاند کے دیکھنے میں کرتے ہو؟ اور بغیر تشدید کے پڑھنے کی صورت میں اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ اور ''تضامون'' بھی میم پر تشدید اور بغیر تشدید دونوں طرح مروی ہے، البتہ جو میم کو تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ تاء کو زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جو بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں وہ تاء کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں، میم کو تشدید کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تم اسے دیکھنے کے لئے باہم ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے پر مجبور ہوتے ہو؟ اور بغیر تشدید کے پڑھنے کی صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تمہیں اسے دیکھنے میں کوئی مشقت و پریشانی محسوس ہوتی ہے؟ (صحیح مسلم بشرح نووی ۲۱/۳)۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۴۱۹/۱۳، حدیث: ۷۴۳۷ و صحیح مسلم: ۱۶۳/۱، حدیث: ۱۸۲۔

محسوس کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں! اے اللہ کے رسول، تو آپ نے فرمایا: تو تم اسی طرح اپنے رب کو بھی دیکھو گے"۔

جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودھویں شب کے چاند کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

"إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ، لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَصَلاَةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَافْعَلُوا"[1]۔

"تم (قیامت کے دن) اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو تمھیں اس کے دیکھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہو رہی ہے، لہذا اگر تم سے ہو سکے کہ تم طلوع آفتاب سے پہلے (ایک) نماز اور غروب آفتاب سے پہلے (ایک) نماز سے مغلوب نہ کیے جاؤ تو ایسا ضرور کرو"۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"هَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟، قُلْنَا: لاَ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لاَ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ، إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا"[2]۔

---

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۳/ ۴۱۹، حدیث: ۷۴۳۴۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۳/ ۴۲۰، حدیث ۷۴۳۹۔

’’جب چاند وسورج بدلی اور گرد وغبار سے صاف وشفاف ہوتے ہیں تو کیا تمہیں انہیں دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ ہم نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا: جس طرح تمہیں چاند وسورج کے دیکھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، اسی طرح اپنے رب تعالیٰ کے دیدار میں بھی کوئی پریشانی ومشقت نہ ہوگی‘‘۔

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ. فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ‘‘[1]۔

’’جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم مزید کوئی چیز چاہتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہ کر دیئے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہ کر دیا اور جہنم سے نجات نہ عطا کیا؟ تو اللہ تعالیٰ (اپنے رخ کریم سے) حجاب (نور) ہٹائے گا! چنانچہ جنتیوں کو اپنے رب عزوجل کے دیدار سے زیادہ محبوب کوئی نعمت عطا نہ ہوئی ہوگی‘‘۔

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

’’إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا، يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ

---

① صحیح مسلم: ۱/ ۱۶۳، حدیث: ۱۸۱۔

وَقَدِ ازْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ، وَاللهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا"[1]۔

''جنت میں ایک بازار ہوگا، جہاں جنتی ہر جمعہ کو جائیں گے، شمال کی ہوا چلے گی جوان کے چہروں اور کپڑوں سے لگ کر گزرے گی جس سے ان کا حسن و جمال دوبالا ہوجائے گا، پھر وہ اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹیں گے جبکہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہوگیا ہوگا، تو ان کے اہل وعیال ان سے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارا حسن و جمال دوبالا ہوگیا، تو وہ بھی کہیں گے کہ: اللہ کی قسم! ہمارے جانے کے بعد تمہارا حسن و جمال بھی دوبالا ہوگیا''۔

عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ، عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ"[2]۔

''دو جنتیں ایسی ہوں گی کہ ان کے برتن اور سارے ساز وسامان چاندی کے ہوں گے اور دو جنتیں ایسی ہوں گی کہ ان کے برتن اور سارے ساز وسامان سونے کے

---

① صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۷۸، حدیث: ۲۸۳۳۔

② صحیح بخاری مع فتح الباری: ۸/ ۴۲۶، حدیث: ۴۸۷۸ و صحیح مسلم: ۱/ ۲۶۳، حدیث: ۱۸۰۔

ہوں گے، اور جنتیوں اور ان کے اپنے رب کے دیدار کے درمیان صرف اللہ کے رخ کریم پر کبریائی کی چادر حائل ہوگی، دراں حالیکہ وہ ''جنت عدن'' (ہمیشگی کے باغات) میں ہوں گے''۔

۲۔جہنمیوں کا سب سے بڑا عذاب:

جہنمیوں کے عظیم ترین عذابوں میں اللہ عزوجل کا ان سے حجاب میں ہونا (یعنی رخ کریم کے دیدار سے محروم کر دینا) ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا۟ ٱلْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا ٱلَّذِى كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ ﴾[المطففين:۱۵-۱۷]

''ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔ پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلا رہے تھے''۔

نیز ان کے عظیم ترین عذابوں میں کافروں اور منافقوں کا پیہم عذاب میں مبتلا رہنا بھی ہے، ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُجْرِمِينَ فِى عَذَابِ جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴾[الزخرف:۷۴-۷۵]

''بیشک گنہ گار لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ یہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿فَذُوقُواْ فَلَن نَّزِيدَكُمۡ إِلَّا عَذَابًا﴾ [النباء:٣٠]

''اب تم (اپنے کئے کا) مزہ چکھو ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لَهُمۡ فِيهَا زَفِيرٞ وَهُمۡ فِيهَا لَا يَسۡمَعُونَ﴾ [الانبیاء:١٠٠]

''وہاں وہ چلا رہے ہوں گے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے''۔

نیز رشاد ہے:

﴿فَأَمَّا ٱلَّذِينَ شَقُواْ فَفِي ٱلنَّارِ لَهُمۡ فِيهَا زَفِيرٞ وَشَهِيقٌ﴾ [ھود:١٠٦]

''لیکن جو بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے وہاں چیخیں گے چلائیں گے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقۡضَىٰ عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوتُواْ وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُم مِّنۡ عَذَابِهَاۚ كَذَٰلِكَ نَجۡزِي كُلَّ كَفُورٖ ٣٦ وَهُمۡ يَصۡطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ أَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَٰلِحًا غَيۡرَ ٱلَّذِي كُنَّا نَعۡمَلُۚ أَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ ٱلنَّذِيرُۖ فَذُوقُواْ فَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِن نَّصِيرٍ﴾ [الفاطر:٣٦-٣٧]

''اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے' (اللہ فرمائے گا) کیا

ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا' سو مزہ چکھو کہ (ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ أَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُونَ حَتَّى لَوْ أُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِي دُمُوعِهِمْ لَجَرَتْ، وَإِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ الدَّمَ'' يَعْنِي مَكَانَ الدَّمْعِ [1]۔

جہنمی (جہنم میں) اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو کشتیاں بھی چل سکیں گی، اور وہ خون کے آنسو روئیں گے، یعنی آنسو کی جگہ خون روئیں گے۔

[1] اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے، ۴/ ۶۰۵، اور صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، علامہ شیخ البانی نے اسے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۴/ ۲۴۵، حدیث: ۱۶۷۹، میں حسن قرار دیا ہے۔

پچیسواں مبحث:

جنت کی راہ اور جہنم کی راہیں

۱۔ جنت کی راہ:

جنت کی راہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾[الانفال:۲۴]

''اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے کو بجالاؤ' جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے، اور بلاشبہہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ﴾[الانفال:۲۰]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اس سے روگردانی نہ کرو دراں حالیکہ تم سن رہے ہو''۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ﴾ [الحشر:۷]

’’اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا۟ ۚ﴾ [النور:۵۴]

’’کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمہ تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب تم رسول کی اطاعت کرو‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لَّا تَجْعَلُوا۟ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور:۶۳]

’’تم اللہ کے نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ کر لو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے، تم میں سے اللہ انہیں خوب جانتا ہے جو نظر بچا کر چپکے سے سرک جاتے ہیں، سنو

جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا ﴾ [الاحزاب:۷۱]

''اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ بڑی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہو گیا''۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدۡخِلۡهُ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ وَذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ ﴾ [النساء:۱۳]

''اور جو اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى"[1]۔

میرے سارے امتی جنت میں جائیں گے سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا: جس نے

---

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۳/ ۲۴۹، حدیث: ۷۲۸۰۔

میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ''[1]۔

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی''۔

نیز جنت تک پہنچانے والے عظیم الشان اور جلیل القدر اعمال میں سے نفع بخش یعنی کتاب وسنت کے علم کا حصول اور ان میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنا بھی ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ''[2]۔

''جو شخص حصول علم کی خاطر کوئی راستہ چلے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ اس کے لئے جنت کی ایک راہ آسان فرمادے گا''۔

چنانچہ بندہ جنتیوں کے اعمال انجام دے گا تو اللہ کی توفیق سے جنت میں داخل ہوگا، مختصر اور تفصیلی طور پر ان میں سے چند اعمال حسب ذیل ہیں:

اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی

---

① صحیح بخاری مع فتح الباری: ۱۳/ ۱۱۱، حدیث: ۷۱۳۷۔

② صحیح مسلم: ۴/ ۲۰۷۴، حدیث: ۲۶۹۹، وصحیح مسلم بشرح نووی، ۱۷/ ۲۱۔

بری تقدیر پر ایمان لانا، کلمۂ شہادت ''لا الہ الا اللہ' محمد رسول اللہ پر عمل کرنا، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، خانۂ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج کرنا، اللہ کی عبادت اس طرح کرنا کہ گویا آپ اسے دیکھ رہے ہیں' اگر آپ اسے نہیں دیکھ رہے ہیں تو (کم از کم یہ تصور ضرور ہو کہ) وہ آپ کو دیکھ رہا ہے، سچ بولنا، امانت ادا کرنا، عہد و پیمان اور وعدہ وفا کرنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، ہمسایہ' یتیم' مسکین' غلاموں (انسانوں میں سے) اور چوپایوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، مہمان کی عزت کرنا، مصیبت زدہ مسلمان کی مصیبت دور کرنا، تنگ دست کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، مسلمان کی پردہ پوشی اور اس کی مدد کرنا، اللہ کے لئے اخلاص اور اس پر توکل کرنا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا، اللہ کا خوف اور اس کی رحمت کی امید کرنا، اس کی طرف توبہ و انابت کرنا، اس کے حکم (فیصلہ) پر صبر اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اللہ کا ذکر، اس سے دعا و سوال اور اس کی طرف رغبت کرنا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، کفار و منافقین کے خلاف اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، جو آپ سے رشتہ کاٹے اس سے رشتہ جوڑنا، جو آپ کو محروم کردے اسے عطا کرنا، جو آپ پر ظلم کرے اسے معاف کر دینا، کیونکہ اللہ نے جنت ان متقی بندوں کے لئے تیار فرمائی ہے جن کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلۡكَٰظِمِينَ ٱلۡغَيۡظَ وَٱلۡعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۴]

''جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں' غصہ

پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں' اللہ تعالیٰ ان نیکو کاروں سے محبت کرتا ہے''۔

ساری مخلوق حتیٰ کہ کافروں کے ساتھ بھی تمام معاملات میں عدل و انصاف کرنا، کھانا کھلانا، سلام عام کرنا، جب لوگ نیند کی آغوش میں ہوں تو راتوں کو (نفل) نماز پڑھنا، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا، اللہ کی طرف دعوت دینا، اللہ عزوجل، اس کے رسول، اس کی کتاب، مسلمانوں کے ائمہ اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کرنا، یہ اور اسی قسم کے دیگر بہت سارے اعمال جنتیوں کے اعمال ہیں، بندہ اللہ کی توفیق سے ان (مذکورہ) اعمال کی بنیاد پر نعمتوں بھری جنت میں داخل ہوگا، جو کہ عظیم کامیابی ہے [1]۔

جن و انس کو جنت میں داخل کرنے والے سارے اعمال کی تفصیل ناممکن ہے' البتہ جنتیوں کے سارے اعمال (مجموعی طور پر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں داخل ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ [النساء: ۱۳]

'' اور جو اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

---

[1] ان (مذکورہ) اعمال میں سے بیشتر اعمال' جنتیوں اور جہنمیوں کے اعمال کے سلسلہ میں کئے گئے سوال پر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب ملاحظہ فرمائیں، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۰/ ۴۲۲، ۴۲۳۔

۲۔جہنم کی راہیں:

جہنم کی راہیں بے شمار ہیں جو کہ مجموعی طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کے کام ہیں، یہ (اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی) وہ راہ ہے جو جہنمیوں کے سارے اعمال کی جامع ہے، اور اس کے سبب بندہ کھلے خسارہ سے دوچار ہوجاتا ہے، چنانچہ جہنمیوں کے سارے اعمال سے دور رہنا ضروری ہے، بطور اختصار و تفصیل ان میں سے چند اعمال حسب ذیل ہیں:

اللہ کے ساتھ شرک کرنا، رسولوں کی تکذیب کرنا، کفر' حسد' جھوٹ' بے حیائی' خیانت' ظلم، خفیہ و علانیہ فواحش' دھوکہ اور قطع تعلق کا ارتکاب کرنا، جہاد سے بزدلی کا ثبوت دینا، بخل (حد درجہ) کنجوسی کرنا، ظاہر و باطن کا مختلف ہونا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا، اللہ کے مکر سے بے خوف ہونا' مصیبتوں پر واویلا (آہ وبکا) کرنا، نعمتوں پر فخر کرنا اور اترانا، اللہ کے فرائض کا ترک، اسکے حدود سے تجاوز اور اس کی حرمتوں کو پامال کرنا، خالق کے بجائے مخلوق سے ڈرنا، خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے امیدیں وابستہ کرنا' خالق کے بجائے مخلوق پر اعتماد و بھروسہ کرنا، ریا و نمود کی خاطر عمل کرنا، کتاب و سنت کی مخالفت کرنا، خالق (اللہ) کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کرنا، باطل پر تعصب کرنا، اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑانا، حق کا انکار کرنا، جس علم یا گواہی کو ظاہر کرنا ضروری ہے اسے چھپانا، جادوگری، والدین کی نافرمانی کرنا، رشتے ناطے توڑنا، جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، رشوت دینا اور لینا، لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھانا، میدان جنگ سے پشت پھیر کر بھاگنا، بھولی بھالی' پاکدامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا، غیبت کرنا، چغلی کھانا،

جھوٹی گواہی دینا، شراب پینا، غرور وتکبر کرنا، چوری کرنا، جھوٹی قسم کھانا، مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، عطیہ وخیرات پر احسان جتانا، جھوٹی قسموں کے ذریعہ سامان فروخت کرنا، کاہن اور نجومی (کی باتوں) کی تصدیق کرنا، ذی روح اشیاء کی تصویر کشی (فوٹو گرافی) کرنا، قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنانا، مردہ پر نوحہ کرنا، ازار کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانا، مردوں کا ریشم یا سونا پہننا، ہمسایہ کو اذیت پہنچانا، وعدہ خلافی کرنا۔ یہ اور اسی قسم کے دیگر بہت سارے اعمال ہیں جن کے سبب جنات وانسان جہنم رسید ہوں گے [1]۔ ہم جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جہنم میں داخل کرنے والے تمام اعمال کی تفصیل ناممکن ہے، البتہ جہنمیوں کے سارے اعمال (مجموعی طور پر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی میں داخل ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدْخِلْهُ نَارًا خَـٰلِدًا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ [النساء: ۱۴]

’’اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے‘‘۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَـٰلًا مُّبِينًا﴾ [الاحزاب: ۳۶]

---

① دیکھئے: فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۱۰/ ۴۲۳، ۴۲۴، والکبائر للذہبی وتنبیہ الغافلین وتحذیر السالکین من افعال الھالکین، لاحمد بن ابراہیم النحاس۔

’’اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں چلا گیا‘‘۔

میں اللہ عزوجل سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں راہ راست کی رہنمائی فرمائے، ہم اللہ تعالیٰ سے کھلے خسارہ والوں کے گھر جہنم اور اس سے قریب کرنے والے ہر قول وعمل سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، نیز اللہ سے عظیم کامیابی والوں کی منزل جنت اور اس سے قریب کرنے والے ہر قول وعمل کا سوال کرتے ہیں۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعه بإحسان إلى يوم الدين۔

الحمدللہ رسالہ کا ترجمہ ۱۲رمحرم ۱۴۲۵ھ کو مدینہ طیبہ میں مکمل ہوا۔

اسلامک یونیورسٹی، مدینہ منورہ، مملکت سعودی عرب۔

فالحمدلله الذي بنعمته تتم الصالحات

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی